ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
28
www.tanzeem.org
2 تا 8 ذوالقعدہ 1439ھ / 17 تا 23 جولائی 2018ء

بدترین اجتماعی نظام

عوام جس بدترین اجتماعی نظام کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں، یہ نظام باقی اور قائم رہنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ خلافِ فطرت ہے۔ جو لوگ آج اس انوکھے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اسے سہارے دے دے کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں، چاہے وہ استحصالی ہوں جو صالح معاشرہ قائم کرنے اور اُسے بچانے کی تکالیف اور ضروری مشقتوں میں حصہ دار نہیں بننا چاہتے، اور چاہے وہ سرکش اور جابر انسان ہوں جن پر یہ صدمہ نہایت شاق گزرتا ہے کہ عدالت (نظام عدل) اپنی صحیح روش پر چل پڑی تو اُنہیں اس کھوٹے اقتدار سے محروم کردے گی جو کسی بنیاد پر قائم نہیں ہے۔ اور چاہے وہ سرمایہ دار ہوں جو حرام سرمائے پر اکڑ رہے ہیں اور اس میں راہِ اعتدال پر چلنے کی طاقت نہیں پاتے۔ یا پیشہ ور دینداروں کا وہ ٹولہ جو اپنے آپ کو چند کھوٹے سکوں کی خاطر فروخت کرچکا ہے۔ یہ سب لوگ وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس کی ان میں طاقت نہیں کیونکہ یہ فطرت کے خلاف عمل میں مصروف ہیں۔ یہ اپنے آپ کو خود تباہی میں ڈال رہے ہیں کیونکہ فرصت کے وقت کے قیمتی لمحات کو ضائع کررہے ہیں۔ کاش ایسا ہوتا کہ جب بربادی آتی تو یہ اکیلے ہی برباد ہوتے، لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ جب یہ برباد ہوں گے تو اپنے ساتھ بدقسمت ملک کو بھی لے ڈوبیں گے۔ ابھی وقت باقی ہے کہ اہلِ وطن ان کے ہاتھ پکڑ لیں، قبل اس کے کہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا یہ سچا وعدہ ثابت ہو جائے! ”اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہیں تو اس کے بہرہ وروں کو اس پر مسلط کردیتے ہیں۔ پھر وہ اس میں اُدھم مچادیتے ہیں، تو اللہ کا وعدہ اس بستی کے خلاف ثابت ہو جاتا ہے۔ اور ہم اسے تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔“

سید قطب شہید ؒ

اس شمارے میں

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ
نیکی کو زبان سے خطرہ!
مطالعہ کلام اقبال (78)
طیب اردگان کی جیت اور اسلام دشمن قوتیں
تریاق
سیدنا عمر بن خطاب ؓ کا ایک اصلاحی خط
الیکشن 2018ء: تبدیلی آئے گی؟

الھدیٰ (811)

حضرت آدم علیہ السلام کی دنیاوی زندگی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:115تا

وَلَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی ﴿۱۱۶﴾ فَقُلۡنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ ہٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوۡجِکَ فَلَا یُخۡرِجَنَّکُمَا مِنَ الۡجَنَّۃِ فَتَشۡقٰی ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوۡعَ فِیۡہَا وَلَا تَعۡرٰی ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّکَ لَا تَظۡمَؤُا فِیۡہَا وَلَا تَضۡحٰی ﴿۱۱۹﴾

آیت ۱۱۵ ﴿وَلَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ﴾ ’’اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے ایک عہد لیا تھا‘‘ یعنی مخصوص درخت کے پاس نہ جانے کا عہد‘ جس کا ذکر قرآن میں متعدد بار ہوا ہے۔

﴿فَنَسِیَ وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾﴾ ’’تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں ارادے کی پختگی نہیں پائی۔‘‘

آیت زیر نظر میں ’’عزم‘‘ کے دو ترجمے کیے گئے ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔ ایک ارادے کی پختگی۔ اس لحاظ سے وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہم نے آدمؑ کے اندر ارادے کی پختگی‘ ہمت اور عزیمت نہیں پائی۔ وہ اللہ سے کیے گئے اپنے عہد کو نبھا نہ سکے اور اس اعتبار سے انہوں نے کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ یہ دراصل انسانی خلقت کے اندر موجود اس کمزوری کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر سورۃ النساء میں اس طرح آیا ہے: ﴿وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ﴿۲۸﴾﴾ کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

اس کا دوسرا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ ہم نے اس کے اندر (سرکشی کا) ارادہ نہیں پایا۔ یعنی آدمؑ نے جان بوجھ کر اس عہد کی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔ ہم نے انؑ کی نیت میں سرکشی‘ بغاوت اور نافرمانی کا کوئی ارادہ نہیں دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بھول گئے تھے‘ ان پر نسیان طاری ہو گیا تھا‘ جس کی وجہ سے انہیں وقتی طور پر اللہ کا وہ عہد یاد نہیں رہا تھا۔ نسیان دراصل انسان کی ایک فطری کمزوری ہے اور اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عظیم دعا سکھائی ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ﴾ (البقرۃ:۲۸۶) کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا مواخذہ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے۔

آیت ۱۱۶ ﴿وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی ﴿۱۱۶﴾﴾ ’’اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ سجدہ کرو آدمؑ کو‘ تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے‘ اُس نے انکار کر دیا۔‘‘

آیت ۱۱۷ ﴿فَقُلۡنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ ہٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوۡجِکَ فَلَا یُخۡرِجَنَّکُمَا مِنَ الۡجَنَّۃِ فَتَشۡقٰی ﴿۱۱۷﴾﴾ ’’تو ہم نے کہا: اے آدمؑ! یقیناً یہ دشمن ہے تمہارا بھی اور تمہاری بیوی کا بھی‘ تو (دیکھو!) یہ تم دونوں کو کہیں جنت سے نکلوا نہ دے‘ کہ پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔‘‘

آیت ۱۱۸ ﴿اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوۡعَ فِیۡہَا وَلَا تَعۡرٰی ﴿۱۱۸﴾﴾ ’’یقیناً اس میں نہ تو تمہیں بھوک ستاتی ہے اور نہ عریانی (کا خدشہ) ہے۔‘‘

آیت ۱۱۹ ﴿وَاَنَّکَ لَا تَظۡمَؤُا فِیۡہَا وَلَا تَضۡحٰی ﴿۱۱۹﴾﴾ ’’اور یہ کہ نہ تمہیں اس میں پیاس (پریشان کرتی) ہے اور نہ دھوپ (کی کوئی تکلیف)۔‘‘

فرمانِ نبویؐ

دولت مندوں کے لیے تنبیہ

عَنۡ اَبِیۡ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: (اِنَّ الۡمُکۡثِرِیۡنَ ہُمُ الۡمُقِلُّوۡنَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ اِلَّا مَنۡ اَعۡطَاہُ اللّٰہُ خَیۡرًا فَنَفَحَ فِیۡہِ یَمِیۡنَہٗ وَشِمَالَہٗ وَبَیۡنَ یَدَیۡہِ وَوَرَاءَہٗ وَعَمِلَ فِیۡہِ خَیۡرًا) (رواہ البخاری)

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں وہ آخرت میں نادار ہوں گے‘ مگر وہ شخص (آخرت میں مفلس اور نادار نہ ہوگا بلکہ بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں کا حامل ہوگا) جسے اللہ تعالیٰ بہت سا مال دے اور وہ اسے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیتا رہے اور اسے برابر نیک کاموں میں خرچ کرتا رہے۔‘‘

تشریح: مال و دولت کی کثرت عام طور پر انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے۔ اس میں مستغرق ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق نہیں پاتا۔ قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کے گناہوں سے بہت ہی کم ہوں گی۔ جس مال سے اس نے دنیا میں نیکی کمائی تھی وہ اس سے گناہوں کو خریدتا رہا۔ اپنی ہی دولت کے بل بوتے پر وہ ایسے سیاہ کارنامے انجام دیتا رہا جو اسے اللہ کی عدالت میں سزا دلوا کر رہیں گے‘ اس وجہ سے وہ بہت پریشان اور اُداس ہوگا‘ لیکن وہاں نجات پانے کی کوئی راہ اسے سجھائی نہ دے گی البتہ وہ مالدار قیامت کے دن کی رسوائی سے بچ جائے گا جس نے اپنی دولت کو اچھے کاموں پر خرچ کیا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 ذوالقعدہ 1439ھ جلد 27
17 تا 23 جولائی 2018ء شمارہ 28

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

احتساب عدالت نے ایون فیلڈ ریفرنس کیس میں اپنا فیصلہ سنا دیا ہے، جس کے مطابق میاں نواز شریف کو 10 سال قید 8 ملین پاؤنڈ جرمانہ اور اُن کی بیٹی مریم نواز کو سات سال قید بامشقت اور 2 ملین پاؤنڈ جرمانہ اور مریم کے خاوند صفدر کو ایک سال قید کاٹنا ہوگی۔ اپریل 2016ء میں جب پانامہ لیکس میں شریف فیملی کی آف شور کمپنیاں سامنے آئیں تو تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان جو نواز شریف کی حکومت کے آغاز سے ہی حقیقی اپوزیشن لیڈر کے طور پر ابھرے تھے، اُنہوں نے ملک بھر میں طوفان کھڑا کر دیا۔ نواز شریف اور اُن کی جماعت مسلم لیگ (ن) نے آغاز میں اس احتجاج کو کوئی لفٹ نہ کرائی۔ یہاں تک کہ پانی و بجلی کے وزیر خواجہ آصف نے قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر وزیراعظم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میاں جی فکر نہ کرو جلدی لوگ بھول جائیں گے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طوفان بڑھتا چلا گیا۔ تب نواز شریف کو اس کی سنگینی کا کسی قدر احساس ہوا اور اُنہوں نے ایک ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں کمیشن قائم کر دیا جو 1956ء کے انکوائری ایکٹ کے تحت انکوائری کرے گا۔ اور اُس کے اختیار پر بھی بعض پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ عوام کی اکثریت نے اس کمیشن کو مسترد کر دیا کیونکہ اِس کمیشن نے ایک طویل عرصہ بعد صرف سفارشات پیش کرنا تھیں۔ اس پر معاملہ پارلیمنٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن وہاں حکومتی ارکان نے ٹال مٹول کا سلسلہ شروع کر دیا اور کوئی مناسب پیش رفت نہ ہو سکی۔ عمران خان سپریم کورٹ جا پہنچے۔ لیکن وہاں رجسٹرار نے ہی اُنہیں واپسی کی راہ دکھا دی۔ تب عمران خان اپنی جماعت کو لے کر سڑکوں پر آ گئے اور اعلان کر دیا کہ اگر فلاں تاریخ تک وزیراعظم مستعفی نہ ہوئے تو وہ اسلام آباد یعنی پاکستان کا دارالحکومت بلاک کر دیں گے۔ ملک میں انتہائی تشویشناک صورت حال پیدا ہو گئی۔ مارشل لاء کے نفاذ کی آوازیں آنے لگیں۔ تب سپریم کورٹ نے آگے بڑھ کر اس مقدمہ کی سماعت اس شرط پر کرنے کا فیصلہ کیا کہ دونوں فریق سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کریں گے۔ 20 اپریل 2017ء میں سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا۔ پانچ میں سے دو ججز نے اُن کے خلاف قطعی فیصلہ دیا۔

جبکہ تین ججز نے مزید تفتیش اور حقائق تک پہنچنے کے لیے جے آئی ٹی کی تشکیل کا حکم دیا۔ نواز شریف اینڈ کمپنی نے اس فیصلہ کو اپنے حق میں قرار دیا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ لیکن جب جے آئی ٹی نے کام شروع کیا تو اُن کی پریشانی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی اور اُنہوں نے جے آئی ٹی کے خلاف بیان بازی شروع کر دی۔ قصہ مختصر 28 جولائی 2017ء کو سپریم کورٹ کے پانچ ججوں کا متفقہ فیصلہ نواز شریف کی تاحیات نااہلی کی صورت میں سامنے آ گیا۔ نواز شریف نے اگرچہ فیصلہ تسلیم کرنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن اُنہوں نے اس کے برعکس زبردست بیان بازی کا سلسلہ شروع کیا اور اپنی توپوں کا رخ عمران خان کی بجائے فوج اور عدلیہ کی طرف پھیر دیا۔ اُنہوں نے پُر زور طریقہ سے اور تسلسل کے ساتھ اعلانیہ کہا کہ

میرے خلاف یہ فیصلہ فوج کی آشیر باد سے عدلیہ نے دیا ہے۔ نواز شریف اور اُس کے ساتھیوں نے عدلیہ کے خلاف جو کچھ کہا اُسے نقل کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ یہ سب کچھ اخلاقی اقدار اور آئینی دفعات کو روندتے ہوئے کیا گیا۔ ہماری رائے میں یہ بھی غلط تھا اور اس فیصلہ پر لڈو بانٹنے اور بھنگڑے ڈالنے بھی ایک انتہائی غلط رویہ تھا۔ البتہ یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اگر بعض دوسرے مقتدر لوگوں کو بھی جنہوں نے اپنے عہدوں سے ناجائز فائدے اٹھا کر مال ومتاع اکٹھا کیا ہے، چاہے وہ خود اعلیٰ عدالتوں کے جج ہیں یا جرنیل یا وہ بے راہ رو بیوروکریسی جو ہر سیاسی اور فوجی حکمرانوں کو تگنی کا ناچ نچاتی ہے یا صحافی ہیں یا حکومتوں پر اثر انداز ہونے والے حرام خور تاجر ہیں، ان سب کو کٹہرے میں لا کر عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ تو ایک طرف یہ تاثر ختم ہوگا کہ کسی ایک شخص یا فیملی کو ٹارگٹ کیا گیا ہے اور دوسری طرف آئندہ آنے والے سیاست دان اور دوسرے مقتدر لوگوں کو حرام خوری کرتے ہوئے سو مرتبہ سوچنا پڑے گا۔

عام آدمی کو بھی اپنے گریبان میں منہ ڈالنا ہوگا محض حکمرانوں پر تنقید کے تیر چلانے سے وہ بری الذمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایک آدمی کی سوچ کا زاویہ یہ ہونا چاہیے کہ فلاں کے پاس تو اقتدار تھا' وسائل تھے، گویا تکبر کرنے، بگڑنے اور گمراہ ہونے کے پورے امکانات تھے، میں نے اگر کج روی اور گمراہی اختیار کی تو کیا میں اُس حدیث مبارکہ کی زد میں نہیں آجاؤں گا؟ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت روزِ قیامت تین قسم کے لوگوں کو یکسر نظر انداز کر دے گا: (1) غریب متکبر (2) بوڑھا زانی (3) غیر عادل بادشاہ۔

دنیا میں ہونے والے واقعات محض اس لیے رونما نہیں ہوتے کہ کوئی اُس پر تالیاں بجائے اور کوئی سر پیٹ لے۔ دانا وہ ہے جو دوسرے کے انجام کو دیکھ کر اپنی اصلاح کرے۔ نادان ہی نہیں بدقسمت بھی ہیں وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ بُرے کرتوت صرف اُس کے دشمن اور حریف کو بُرے انجام سے دوچار کریں گے، ہم سب کچھ کر کے بھی محفوظ ہی رہیں گے۔ یہ خوش فہمی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔ اپنے لیے justification ڈھونڈنا خود کو مستثنیٰ سمجھنا، خود سے دشمنی ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ اپنے کنبہ میں تفریق نہیں کرے گا۔ اللہ رب العزت اپنی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں صاف صاف واضح کرتا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس سے ڈرنا، انسان سے مطلوب ہے۔ اُس کی نافرمانی سے بچنا اور اُس کے حکم کی تعمیل اُس پر لازم ہے۔ وہ اپنے بندوں کو خبردار کرتا ہے کہ دنیوی دولت اور شان وشوکت سے مرعوب نہ ہونا۔ یہ عارضی اور ناپائیدار ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ نواز شریف کے اس عبرتناک انجام پر یہ سوچنا کہ یہ صرف اُس کے لیے ہے' ہمالیائی غلطی ہے جو کسی کو بدتر انجام سے دوچار کر سکتی ہے۔ اُس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں، اُس کی دی ہوئی مہلت کو غلط معنی پہنانا خود فریبی ہے۔

اہلِ پاکستان کو اس معاملہ کو ایک دوسرے نقطۂ نظر سے بھی دیکھنا چاہیے کہ امریکہ کی سربراہی میں اسلام دشمن قوتیں تاک میں ہیں۔ وہ کبھی ایسے اسلامی ملک کو برداشت نہیں کریں گی جو ایٹمی صلاحیت رکھتا ہو اور جس کے پاس مضبوط فوج بھی ہو۔ لہٰذا نواز عمران جھگڑا اب نیشنل اور انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ کی جنگ بن چکی ہے۔ یہ قوتیں ہر اُس فرد اور گروہ کی حمایت میں نکلیں گی جو فوج کے خلاف ہو اور اُسے کمزور کرنا چاہتا ہو کیونکہ جب تک پاکستان کی فوج مضبوط ہے' پاکستان کو شام نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی سیاسی قوت اور فوج کا تصادم کروایا جائے پھر دخل اندازی کر کے ایٹمی اثاثہ جات پر ہاتھ صاف کیا جائے۔ مصیبت یہ ہے کہ پاکستان کی فوج نے بھی ماضی میں ہوسِ اقتدار اور ہوسِ زر میں ملوث ہو کر خود کو پارٹی بنا لیا ہے، جس سے اُن کے خلاف جائز شکایات پیدا ہوئی ہیں۔ جنہیں رفع کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ ہم فوج کے بڑوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ سیاست میں ٹانگ نہ اڑائیں اور اپنی پوری توجہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت پر مرکوز کریں اور سیاست دانوں سے عرض ہے کہ وہ سمجھیں کہ تمام تر نقائص اور برائیوں کے باوجود فوج کو ہی اس ملک کی حفاظت کرنا ہے اور دشمن کو منہ توڑ جواب دینا ہے۔ ہماری تاریخ یہ ہے کہ جب فوج اور سیاست دانوں میں ہم آہنگی اور ایک مضبوط تعلق تھا، ہم نے دشمن کو منہ توڑ جواب دیا اور اُس کے دانت کھٹے کیے اور جب ہم اندرونی طور پر باہم دست وگریبان ہوئے تو دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے اور شکست وریخت کا شکار ہوئے۔

ہمیں تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ پاکستان دشمن قوتیں نہ سیاست دانوں کی دوست ہیں، نہ فوج کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنوں کے خلاف غیروں کی مدد حاصل کرنا غداری کے مترادف ہے۔ لہٰذا قانونی جنگ لڑیں، ہر کوئی اپنے آئینی حقوق کے لیے تگ و دو کرے۔ بازاروں اور سڑکوں پر باہم سر پھٹول نہ کریں۔ اس سے نقصان سب کا ہوگا اور فائدہ کسی کا نہ ہوگا۔ آیئے! اپنی تمام مالی، جسمانی اور ذہنی قوت مجتمع کر کے پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے لگا دیں تاکہ پاکستان کا تحفظ ہی نہیں استحکام بھی یقینی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

نیکی کو زبان سے خطرہ!

(سورۃ الحجرات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف حفظہ اللہ کے 6 جولائی 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین محترم! ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ اول تو نیکیوں کی طرف رجحان ہی بہت کم ہے اور اگر نیکیاں کی بھی جائیں تو پھر بھی ان کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ یا اگر کوئی نیک اعمال کرتا ہے تو پھر اچانک یہ سلسلہ رک جاتا ہے۔ رمضان میں رجحان بہت زیادہ ہوتا ہے اور نیکیوں کا ذوق وشوق بھی ہوتا ہے لیکن رمضان کے بعد یہ ذوق وشوق بہت کم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں میرے مخاطبین وہ لوگ ہیں جو رمضان المبارک کے بعد بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں مسئلہ یہ ہے کہ انسان دعوت دین کا کام کرتا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتا ہے لیکن پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ خود دعوتِ دین کا محتاج ہو جاتا ہے کہ اسے برائیوں سے روکا جائے اور نیکیوں کی دعوت دی جائے۔ یہ انسانی کمزوریاں ہیں۔ انسان کا نیکیوں کے معاملے میں ثابت قدم نہ رہنا شیطان کا بہت خطرناک وار ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کرو یعنی درمیانی چال چلو اور اعمال میں کمال کے قریب پہنچنے کی کوشش کرو۔ تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا جب تک کہ اللہ اپنی رحمت نازل نہ فرمائے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس میں ہمیشگی اختیار کی جائے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ رویہ کہ کسی خاص سیزن میں عمل کرنا یا کسی خاص رات میں عبادت کرنا اور پھر بعد میں فرض نمازوں سے بھی غفلت کرنا یہ پسندیدہ رویہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بہتر تو یہ ہے کہ انسان اپنی فجر اور عشاء کی باجماعت نماز کا اہتمام کرے تو اللہ کے رسول ﷺ کی یہ بھی بشارت ہے کہ اس کی ساری رات عبادت میں گزرتی ہے۔

نیکیوں کی حفاظت کے سلسلے میں زبان کا غیر معمولی کردار ہے اور بعض اوقات انسان بہت ساری نیکیاں کر کے بھی اپنی زبان کی بے اعتدالی اور غیر محتاط استعمال کی وجہ سے اپنے سارے کے سارے اعمال کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نیکی کے مختلف کاموں کا بتانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان ساری نیکیوں کا دارومدار ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ضرور بتائیں۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ اسے اپنے قابو میں رکھو۔ حضرت معاذؓ بولے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جو بولتے ہیں کیا اس پر بھی ہماری گرفت ہوگی؟ آپ ﷺ

مرتب: ابو ابراہیم

نے فرمایا کہ تمہاری ماں تم پر روئے اے معاذ! لوگ اپنی زبانوں کے غیر محتاط استعمال کی وجہ سے اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے دو باتوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک وہ جو تمہارے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور دوسری وہ جو تمہاری دونوں رانوں کے درمیان ہے۔ یعنی زبان اور شرمگاہ۔ زبان انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے اور اس حوالے سے سورۃ الحجرات میں تین پہلو بتائے گئے ہیں اور یہ تینوں کام آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ پہلا کہا گیا کہ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات:11) ”اے اہل ایمان! تم میں سے کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں“

مذاق کسی کی گفتگو سے ہنس کر اور کسی کی طرف اشارہ کر کے یا کسی کے عیب کی طرف دوسروں کو متوجہ کر کے اڑایا جاتا ہے۔ یہ گھٹیا حرکت اس وقت کی جاتی ہے جب کسی کو رنگ، نسل، جسمانی عیب، طرز گفتگو، لباس یا پیشے کی وجہ سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ تلواروں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں لیکن زبان کے گھاؤ نہیں بھرتے۔ یہ اپنی جگہ بالکل درست ہے۔ مذاق اڑانا بعض اوقات کسی کے دل پر ایسی کاری زخم لگا دیتا ہے جو پھر بہت مدتوں مندمل نہیں ہوتا۔ مذاق اڑانے والا کسی شخص کے ظاہر کو دیکھ کر ایسا کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انسان کے ظاہر پر نہیں ہوتی بلکہ باطن پر ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اموال کو دیکھتا ہے۔ بلکہ اللہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔“

اگر کسی کا رنگ گورا ہے تو کس نے بنایا؟ یا گندمی ہے یا کالا ہے تو وہ کس نے بنایا ہے۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:

﴿یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ﴾ ”جو تمہاری صورت گری کرتا ہے (تمہاری ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے۔“

اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ:

﴿وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ ”اور اُس نے تمہاری صورت گری کی تو بہت ہی عمدہ صورت گری کی۔“

اگر کوئی بہت زیادہ بدصورت بھی ہے تو نہ تو ہمیں اسے بدصورت کہنا زیب دیتا ہے اور نہ اس کا مذاق اڑانا ہمیں زیب دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی زد اللہ کی خلاقی

پر پڑے گی۔ اس معاملے میں کسی کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ اور اس اعتبار سے کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا۔ سب اللہ کے بندے ہیں۔ البتہ اللہ کی نگاہ میں کون عزت دار ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ لہٰذا یہ چیزیں ہمارے پیش نظر ہونی چاہئیں۔ جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہو ممکن ہے وہ کسی نیکی کی وجہ سے اللہ کو زیادہ محبوب ہو۔ اگر اس کے اندر آج کوئی ایسی کمزوری ہے لیکن شاید کل اللہ اسے کوئی ایسا عمل کرنے کی توفیق دے دے کہ وہ اپنے درجات کے اعتبار سے مذاق اڑانے والوں سے کئی گنا بڑھ جائے۔ اس حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ کا طرز عمل ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ خواہ کوئی دولت مند ہو یا کوئی فقیر ہو دونوں کے ساتھ ایک جیسا رویہ فرماتے تھے۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ زاہر بن حرام نامی ایک بادیہ نشین (بدو) جب بھی کسی کام سے مدینہ طیبہ آتے تو رسول ﷺ کے لیے پنیر یا گھی کا تحفہ ضرور لے کر آتے۔ واپسی پر نبی ﷺ بھی انہیں کھجور یا مدینہ کی کوئی اور سوغات تحفے کے طور پر دیتے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ تحفوں کا لینا دینا آپس میں محبت میں اضافے کا باعث ہے۔ سلام کرنا بھی ایک تحفہ ہے۔ آپ اجنبی کو سلام کیجیے چند دنوں میں وہ آپ کا دوست بن جائے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ زاہرؓ ہمارا بادیہ نشین ہے یعنی ہمارا دیہاتی ساتھی ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ زاہرؓ واجبی شکل وصورت کے مالک تھے۔ ایک دن وہ گاؤں سے آئے اور نبی ﷺ سے ملنے آپ ﷺ کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ گھر پر نہیں تھے۔ زاہر ؓ کے پاس چونکہ تجارت کا کچھ سامان تھا انہوں نے سوچا کہ اتنی دیر میں میں اسے منڈی میں فروخت کر آتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو زاہر کی آمد کا پتا چلا تو بازار جا کر انہیں تلاش کرنے لگے (یہ ہے مہمان کا اکرام)۔ آپ ﷺ نے ایک جگہ انہیں دیکھ لیا وہ پسینے میں شرابور اپنا سامان بیچ رہے تھے۔ ان کے کپڑے گندے تھے اور ان سے پسینے کی بو بھی آ رہی تھی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان ساری باتوں پر کوئی دوری اختیار نہیں کی بلکہ آپ ﷺ نے پیچھے سے جا کر چپکے سے انہیں اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا۔ زاہر ؓ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے تو وہ گھبرا کر چلائے۔ مجھے چھوڑو مجھے چھوڑو کون ہو تم؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ زاہر نے گرفت سے نکلنے کی کوشش میں قدرے مڑ کر دیکھا تو اسے نبی ﷺ نظر آئے۔ اب ان کو اطمینان ہو گیا اور گھبراہٹ جاتی رہی۔ اب وہ اپنے آپ کو چھڑانے کی بجائے اپنی پیٹھ کر اور زیادہ نبی ﷺ سے چپکا رہے تھے تاکہ مجھے زیادہ سے زیادہ محمد رسول ﷺ کا قرب حاصل ہو۔ اب نبی ﷺ ان سے خوش طبعی فرما رہے تھے اور فرمانے لگے کہ یہ غلام کون خریدے گا۔ تو زاہر ؓ شگفتگی سے کہنے لگے کہ تب تو اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قیمت زیادہ نہیں ملے گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں تم کم قیمت نہیں ہو۔

یعنی اللہ کے نزدیک تم بہت زیادہ قیمتی ہو۔ اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ مزدوروں اور ماتحت ملازمین کے ساتھ بھی شفقت اور محبت کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

اسی طرح پروفیشن کے حوالے سے بھی ہمارے اپنے تصورات ہیں کہ اگر کوئی پائیلٹ ہے تو پیشے کے اعتبار سے بہت اونچا ہے، کوئی انجینئر ہے تو وہ بھی اچھا ہے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی جوتے گانٹھنے کا کام کرتا ہے یا کوئی مزدور ہے تو وہ بہت گھٹیا پروفیشن ہیں۔ یہ سارے ہمارے خود ساختہ تصورات ہیں۔ حالانکہ مزدور کی عظمت کا اعتراف اللہ بھی کر رہا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے بکریاں چرائیں لیکن کیا ہمارے ہاں چرواہے کو اچھا آدمی سمجھا جاتا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ اپنی جوتی کو خود مرمت کر لیتے تھے لیکن ہم موچی کے کام کو بڑا گھٹیا کام سمجھتے ہیں۔ ان تصورات کی درستگی کی ضرورت ہے اور کسی کا مذاق اس وجہ سے بھی نہیں اُڑانا چاہیے کہ وہ پیشے کے اعتبار سے کم تر ہے۔

پریس ریلیز 13 جولائی 2018ء

پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لیے ایک بھرپور عوامی تحریک ناگزیر ہے

تنظیم اسلامی الیکشن میں کسی بھی جماعت یا امیدوار کی خصوصی حمایت نہیں کرے گی

حافظ عاکف سعید

پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لیے ایک بھرپور عوامی تحریک ناگزیر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور پاکستان لازم اور ملزوم ہیں۔ اسلام کے نفاذ کے بغیر پاکستان کے استحکام کا تصور خود فریبی ہے۔ ہماری اصل منزل وہ نظام ہے جو خلافت راشدہ کے دور میں قائم تھا۔ البتہ جب تک پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست نہیں بن جاتا ہماری رائے میں اس عبوری دور میں تمام دوسرے نظام ہائے حکومت کے مقابلے میں جمہوری طرز حکومت نسبتاً بہتر ہے۔ ہم نے ہمیشہ مارشل لاء کی مخالفت کی۔ لیکن یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے اور اس کی پشت پر تاریخ کی گواہی موجود ہے کہ نظام کبھی جمہوری طریقوں سے اور ووٹ کی بنیاد پر نہیں بدلے جا سکتے۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود جمہوریت ایک انقلاب کے نتیجہ میں قائم ہوئی۔ لہٰذا تنظیم اسلامی نے معرض وجود میں آتے ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ صرف نظری سیاست میں حصہ لیتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرتی رہے گی لیکن کبھی انتخابی سیاست میں قدم نہیں رکھے گی اور نہ ہی اپنے کارکنوں کو کسی قسم کے انتخابی عمل میں حصہ لینے کی اجازت دے گی۔ البتہ اپنے کارکنوں کو یہ ہدایت کرتی ہے کہ وہ ایسی جماعت کو ووٹ نہ دیں جس کے منشور میں کوئی ایک بات بھی خلاف اسلام ہو اور نہ وہ اس امیدوار کو ووٹ دے سکتے ہیں جو کسی فسق وفجور کا مرتکب ہو۔ ان دو شرائط پر پورا اُترنے والے ہر امیدوار کو ووٹ دینے کے لیے تنظیم کے رفقاء آزاد ہیں۔ ووٹ دینے کے لیے ان ہی شرائط کا ذکر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور موجودہ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید ہر فورم پر کرتے رہے ہیں۔ اور اس حوالے سے ملاقات کرنے والے ہر اُمیدوار پر واضح کرتے رہے ہیں۔ اس پر کسی جماعت کا یا کسی امیدوار کا یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ امیر تنظیم نے ان کی حمایت کی یقین دہانی کروا دی ہے یہ ان کی رائے ہے۔ یہ واضح رہنا چاہیے کہ تنظیم اسلامی کسی بھی جماعت یا امیدوار کی خصوصی حمایت نہیں کرے گی۔ لہٰذا مذکورہ بالا شرائط پوری کرنے والی کسی جماعت اور کسی امیدوار کو بھی ووٹ دیا جا سکتا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

قرآن مجید کی آیات میں خطاب عموماً سب کے لیے ہوتا ہے جس میں مرد اور خواتین سب شامل ہوتے ہیں لیکن اس آیت میں خواتین کو الگ سے مذاق اڑانے سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ کمزوری خواتین میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ فرمایا:
﴿وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ﴾ ''(اسی طرح) عورتیں بھی دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔''

خواتین میں تنقید کرنے کی بیماری بہت زیادہ ہوتی ہے وہ ایک ملاقات میں ہی سر سے لے کر پاؤں تک پورا جائزہ لے کر آنکھوں ہی آنکھوں میں مذاقانہ تبصرہ کرنے کی مہارت رکھتی ہیں۔ اس لیے یہاں الگ سے ذکر کیا گیا کہ خواتین دوسری خواتین کا مذاق نہ اڑائیں۔ اصل میں دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ایک ہے مذاق کرنا اور ایک ہے مذاق اڑانا۔ مذاق کرنا جائز لیکن مذاق اڑانا گناہ کبیرہ ہے اس لیے کہ اللہ نے منع کیا ہے۔

مذاق کرنے کی شرائط: 1۔ مذاق میں جھوٹ نہ ہو۔ 2۔ اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو۔ 3۔ اس مذاق سے کسی کا دل نہ دکھے۔

جس مذاق میں ان تینوں چیزوں کا خیال رکھا جائے تو ایسا مذاق جائز ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی افسردہ ہے اور آپ اس کو ان تینوں شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو خوش کرنے کے لیے مذاق کرتے ہیں تاکہ وہ خوش ہو جائے اور آپ اللہ کی رضا کے لیے یہ کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں یہ مذاق عبادت بن جائے گا اور اس پر آپ کو ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ ہر وہ کام جو اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور جس کا اجر آخرت میں مطلوب ہو اور اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو تو وہ کام عبادت بن جاتا ہے۔ اگر ان شرائط کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو یاد رکھیے کہ ایسا مذاق حرام ہے۔ مذاق میں جھوٹ بولنا بھی گناہ ہے۔ اسی طرح مذاق میں دھوکا دینے سے بھی منع کیا گیا ہے اور کسی کو تکلیف دینے سے بھی۔ اس لیے خوش طبعی اور مذاق ضرور کیجیے۔ لیکن شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اور شریعت کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر ایسا کیا جائے گا تو یہ ہنسنا بولنا، یہ مذاق کرنا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ بہت ہی ہنس مکھ تھے، ہشاش بشاش تھے۔ آپ ﷺ سے مل کر لوگوں کو انبساط اور سرور حاصل ہوتا تھا اور ان کے جذبات سرور کی کیفیت سے بھر جاتے تھے۔ کسی دعوت کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم چھوہارے کھا رہے تھے اور گھٹلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پھینکتے جا رہے تھے۔ چھوہارے کھانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے اتنے چوہارے کھائے ہیں کہ گھٹلیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مسکرا کر جواب دیا: جی ہاں! مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ چھوہارے گھٹلیوں سمیت کھا گئے۔ اب دیکھیے کہ اس مذاق میں کوئی غلط بیانی یا کسی کی دل آزاری ہے؟ پھر مذاق میں اتنا حوصلہ بھی ہونا چاہیے کہ اگر کوئی جوابی مذاق کرے تو اس کو بھی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر سکے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑھیا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ میں جنت میں چلی جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں کی ماں! جنت میں تو کوئی بڑھیا نہیں جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ روتی ہوئی واپس جانے لگی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ وہ بوڑھی ہو کر جنت میں نہیں جائے گی بلکہ وہ جوان ہو کر جائے گی۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ الواقعہ کی آیت تلاوت کی کہ
﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾﴾
''ان (کی بیویوں) کو اٹھایا ہے ہم نے بڑی اچھی اُٹھان پر۔ پس ہم نے بنایا ہے انہیں کنواریاں۔''

ظاہر ہے جنت کی نعمتوں سے جوان اور صحت مند لوگ ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مذاق سے جنت کی خوشخبری بھی سنا دی اور قرآن کی ایک آیت کی تعلیم بھی فرما دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا دیا جائے جو انہیں منزل مقصود تک پہنچا دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کو اونٹنی کے علاوہ کون جنم دیتا ہے۔ یعنی ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں کتنا ایک لطیف مزاح کا پہلو ہے کہ اس آدمی کا دل بھی خوش ہو گیا اور اس کی جو ضرورت ہے وہ بھی پوری ہو گئی۔

احادیث میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار کھل کھلا کر ہنستے تھے اور آپ ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگتی تھیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ خوش مزاج اور خوش گوار انسان تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ان واقعات سے پتا چلتا ہے کہ مزاح اس طرح سے کیا جانا چاہیے جس میں انسان کے لیے خوش طبعی بھی ہو۔ لوگوں کے ساتھ ہمارا رویہ بھی ایسا ہی خوبصورت ہونا چاہیے۔ تو حقیقی معنوں میں زندگی کا لطف ہم آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کر کے اٹھا سکتے ہیں۔

ان واقعات سے پتا چلتا ہے کہ مذاق کرنے میں سامنے والے کی کوئی توہین یا تحقیر نہیں ہونی چاہیے۔ مذاق میں بے ہودگی یا بے حیائی کا کوئی رنگ ہو اور نہ ہی خلاف واقعہ کوئی جھوٹی بات کہی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جنت میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو مذاق میں جھوٹ کو چھوڑ دے۔ یعنی جھوٹ ویسے بھی بری بات ہے لیکن مذاق میں عموماً لوگ جھوٹ بول لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ نہ آپ ﷺ لعن طعن کرنے والے تھے، نہ گالم گلوچ کرنے والے تھے اور تجربہ یہ ہے کہ یہ مذاق اور دلگی اس سے کی جائے جس سے کوئی بے تکلفی کا معاملہ ہو ورنہ مختلف قسم کی تلخیاں بھی اس کے نتیجے میں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ چاہے آپ بہت اچھی نیت سے کر رہے ہیں اور پوری شرائط کے ساتھ کر رہے ہیں لیکن اگر کسی کے ساتھ آپ کی بے تکلفی نہیں ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ آپ کی اس مثبت intention کا مثبت طور پر جواب دے بلکہ وہ اس کا مطلب منفی بھی لے سکتا ہے۔

اس حوالے سے حضرت ابوالحسن الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اٹھ کر چلا گیا اور اپنے جوتے بھول گیا۔ ان جوتوں کو ایک شخص نے اپنے نیچے چھپا لیا۔ وہ آدمی واپس آیا اور کہنے لگا کہ میرے جوتے کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو نہیں دیکھا۔ چھپانے والے شخص نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ اب اس مذاق سے وقتی طور پر اس شخص کو پریشانی ہوگی تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو ڈرانا اور خوف میں مبتلا کرنا کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں نے مذاق میں ایسا کیا۔ تو آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہی کہا کہ مومن کو خوفزدہ کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ یعنی آپ کی اس سے کوئی بے تکلفی نہیں ہے لیکن آپ اس کی جوتی چھپا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ ایک رسم ہے کہ شادی کے موقع پر دولہا کے جوتے چھپائے جاتے ہیں اور یہ کام نامحرم لڑکیاں کرتی ہیں اور بدلے میں دولہا سے پیسے وصول کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر دین کو فالو کیا جائے تو نامحرم مردوں اور عورتوں کا کوئی مذاق بنتا ہی نہیں کہاں یہ کہ جوتے چھپائے جائیں۔ اسی

طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گھبراہٹ میں نہ ڈالو، کیونکہ مومن کو خوف میں مبتلا کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

زبان کی خرابی کا دوسرا پہلو یہ بتایا گیا کہ:
﴿وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ ''اور اپنے آپ کو عیب مت لگاؤ''

یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی اور ایک ملت واحدہ ہیں۔ لہٰذا کسی مسلمان کو طعنہ دینا اپنی ہی ملت کو داغدار کرنا ہے۔ یہاں کوئی شخص پرفیکٹ نہیں ہے، ہر ایک میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے اور کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی کمزوری یا عیب کو ظاہر کیا جائے اور کوئی شخص اس کی خامیوں کا برملا اظہار کرتا ہے یا اس کے عیبوں کے کھوج میں رہتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے بھائی کا ناراض ہونا ایک قدرتی امر ہے اور قرآن حکیم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ تم اپنی عیب چینی نہ کیا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ جس کی تم برائی کرتے ہو نہیں سمجھتے ہو وہ کوئی غیر تو نہیں ہے۔ وہ تمہارا بھائی ہے۔ اس کی بدنامی تمہاری بدنامی ہے اور اس کی بدنامی ہوئی تو شرمندہ تم ہو گے اور اس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کے عیب کو نمایاں کرو گے تو جواب میں وہ تمہارے عیب اور نقائص کو ظاہر کرے گا۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت کو مت اچھالو۔

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بندہ کسی بندے کے عیب نہیں چھپاتا مگر یہ کہ اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ حضرت ابوذر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو فاسق یا کافر کہے اور وہ شخص فاسق یا کافر نہ ہو تو تہمت کا وہ کلمہ خود کہنے والے پر لوٹ کر آتا ہے۔ حضرت معاویہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر تم لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرو گے تو اللہ تمہارے عیب تلاش کرے گا اور اللہ جس کو رسوا کرے تو اس کو اس کے گھر میں بے عزت کر دے گا۔

یعنی لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنے سے ان میں نفرت، بغض اور بہت ساری برائیاں پیدا ہوں گی۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو نہ ستایا کرو، ان کو عار نہ دلایا کرو اور ان کی لغزشوں کو تلاش نہ کیا کرو اور حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی عیب جوئی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ جاؤ تمہاری گواہی معتبر نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس طرح گوارا نہیں کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قرآن کا مذاق اڑا رہے تھے۔ یعنی قرآن نے عیب جوئی کو حرام قرار دیا ہے اور تم اپنے بھائی کی عیب جوئی کر رہے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
((مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ)) ''وہ شخص ہرگز قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے قرآن کی حرام کردہ چیز کو اپنے اوپر حلال ٹھہرا لیا''

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے ساتھیوں کے عیب بیان کرنا چاہو تو اپنے نفس کے عیبوں کو یاد کرو۔ یعنی دوسروں کی برائیوں کی بجائے اور دوسروں پر طعنہ زنی کرنے کی بجائے اپنے اندر جھانک کر دیکھے۔ جو شخص دوسروں کی دل آزاری کرتا ہے، ان پر طعن کرتا ہے تو وہ دوسرے کو اپنے اوپر طعن کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ کیونکہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے اور یہ تیر ایسا ہے کہ جو صرف دوسرے کے سینے کو نہیں چھلنی کرتا بلکہ پلٹ کر بھی آتا ہے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا کہ ؎

دلوں کو زخم نہ دو حرف نہ ملائم سے
یہ تیر وہ ہے جو لوٹ کر بھی آتا ہے

کسی کے جسم، بول چال، قد کاٹھ میں اگر کوئی عیب موجود ہو تب بھی اس کو ظاہر کرنے کے طور پر بیان کرنا حرام ہے۔ ازواج مطہرات میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قد چھوٹا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا قد بس اتنا سا ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہا نے اشارے سے ان پر عیب لگانے کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ایسا کلمہ بولا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ اسے بھی خراب کر دے گا۔ اب یہ وہ باتیں ہیں جن کی ہمارے ہاں کوئی احتیاط ہی نہیں کی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر ایسی بات کر کے کسی کی تحقیر کی جا رہی ہو، اس کے عیب کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے تو یہ غلط بات ہے۔ اس آیت کی رو سے طعنہ کشی مخاطب کو ذلیل کرنے کی نیت سے حرام ہے۔ اس لیے طعنہ کشی سے پرہیز کیا جائے اور دوسروں کو کسی کمزوری میں مبتلا دیکھ کر ایسی مسنون دعا پڑھی جائے جو اللہ کے رسول ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے۔ مثلاً
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا)) ''ساری تعریف اور سارا شکر اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے عافیت بخشی اس کمزوری سے اس تکلیف سے جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا۔ اور اس نے مجھے اپنی مخلوق کے اوپر بہت ساری فضیلت عطا فرمائی۔''

یہ مقام کسی کو طعنہ دینے کا نہیں ہے بلکہ یہ مقام شکر ہے۔ اگر انسان کو واقعی اس بات کا احساس ہو کہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم اور احسان ہے کہ اس نے مجھے اس تکلیف سے اس کمزوری، اس عیب سے محفوظ رکھا ہوا ہے تو وہ طعنہ دینے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرے گا۔

زبان کی خرابی کا تیسرا پہلو یوں بیان ہوا:
﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط﴾ ''اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے چڑانے والے نام رکھا کرو۔''

کسی مسلمان گروہ یا شخص کا ایسا نام رکھنا جو اسے ناگوار محسوس ہوتا ہو یہ بھی انتہائی بزدلانہ اور گھٹیا حرکت ہے جو کسی ایمان کے دعوے دار انسان کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ مثلاً کسی مسلمان کو فاسق یا کافر یا منافق کہنا یا کسی کو ایسے لفظ سے یاد کرنا جس سے برائی ظاہر ہوتی ہو۔ یا کسی نومسلم کو اس کے سابق دین کی طرف منسوب کرنا جیسے یہودی یا نصرانی کہنا یہ سب اس کے ذیل میں آتا ہے اور یہ بھی حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے یہودی تھیں اور ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ وہ جب ایمان لے آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کا اونٹ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری اہلیہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اسے ایک اونٹ دے دو۔ انہوں نے کہا کہ کیا میں اس یہودن کو اونٹ دے دوں؟ رسول اللہ ﷺ ان کے اس جواب کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور تقریباً اڑھائی مہینے ان سے تعلقات نہیں رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر وہ اس سے توبہ کر لے لیکن اس کے بعد پھر بھی اسے اس برے عمل کے نام سے پکارا جائے تو اس بارے میں ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ جس نے ایسے کسی شخص کے گناہ کے عیب سے پکارا تو یہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ خود اس گناہ کو نہ کر لے۔

اس سے اندازہ کریں کہ جو نیکیاں تھوڑی بہت کی ہیں ان کی حفاظت کے لیے زبان کا محتاط استعمال کتنا ضروری ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی زبانوں کا محتاط استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

سیاسیاتِ حاضرہ 8

34 جلوۂ حق گرچہ باشد یک نفس	قسمتِ مردانِ آزاد است و بس

(نمازوں اور سجدوں کے باعث) حق کا جلوہ (تجلّی) ایک لمحہ کی ہوتی ہے مگر یہ جلوہ (مغرب کے غلاموں کے مقدّر میں نہیں) صرف آزاد لوگوں (مسلمانوں) کی قسمت میں ہوتا ہے

35 مردے آزادے چو آید در سجود	در طوافش گرم رو چرخِ کبود

آزاد مرد (اسلام سے محبت کرنے والا اور باضمیر مسلمان) جب سجدے میں جاتا ہے تو (چاند ستارے کیا) نیلا آسمان بھی اس کے گرد تیزی سے طواف کرتا ہے

36 ما غلاماں از جلالش بے خبر	از جمالِ لا زوالش خبر

ہم (مغرب اور سیکولرازم کے غلام) اس آزاد باضمیر مسلمان کے جلال (احوال) سے (کیسے) باخبر ہوسکتے ہیں ہم اس کے لازوال جمال (خوبصورت رویّوں) سے کیسے واقف ہوسکتے ہیں؟

37 از غلامے لذتِ ایماں مجو	گرچہ باشد حافظِ قرآں، مجو

(ہمارے جیسے) کسی غلام (قوم کے افراد) میں ایمان کی لذت تلاش کرنا بے سود ہے اگر غلام (قوم کا فرد) حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ غیروں کے غلام ایمان کی لذت سے ناآشنا ہوتے ہیں

34۔ اے مردِ مسلمان! اسلام کے اقرار اور ایمان کے یقینِ قلبی اور تصدیق بالقلب کی کیفیات میں جب انسان احسان کے درجے میں قدم رکھتا ہے تو 'جلوۂ حق' یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری اور حضوری (اللہ کی نگرانی) کا احساس پیدا ہونا لازم ہے یہ احساس خلوصِ نیّت سے ہو تو لمحوں کی بات ہے مگر یہ احساس صرف آزاد انسان اور مسلمانوں کے نصیب کی بات ہے یہ کیفیّات (غیر کے) غلاموں اور حیوانی سطح پر زندگی گزارنے والوں کی قسمت میں کہاں؟ یہ جلوۂ حق اور تجلیاتِ ربانی آج کے مغرب کے خدا بے زار نظریات کے غلاموں کے مقدر کی بات نہیں۔

35۔ مردِ آزاد ہو اور مسلمان ہو، خالقِ ارض وسماء کا بندہ بن کر زندگی گزار رہا ہو تو ایسے شخص کی عبادات والی زندگی اور سجدے، غلاموں کی زندگی اور سجدوں سے کہیں مختلف ہوتے ہیں۔ مغربی منحوس استعمار کے غلاموں کی زندگیوں میں قیام (طاغوت اور ابلیسی صیہونی استعمار کے سامنے ڈٹ جانا) والی نماز ہوتی ہی نہیں ان کی نمازیں استعمار کے نمائندوں کے سامنے سجدے ہی سجدے ہوتے ہیں۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں علامہ اقبال نے ابلیس کے ایک پرستار سے کہلوایا ہے ۔

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدّر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نماز بے قیام

36۔ آہ! ہم غلام لوگ ایسے مردانِ حُر اور آزاد اور باضمیر مسلمانوں کے طرزِ عمل، لائف سٹائل اور ترجیحات سے کیسے باخبر ہوسکتے ہیں۔ غلامی اور آزادی کی دُنیائیں بالکل الگ تھلگ ہیں۔ اسی طرح غلامی میں زندگی گزارنے والے ایک خاص قسم کی غلامی کی نفسیات کا شکار ہوجاتے ہیں وہ استعمار کو للکارنے اور حق کے لیے جان دینے کی سعادت سے یہ کہہ کر کنارہ کرتے ہیں کہ پیغمبر اور اس کا خدا جا کر باطل سے جہاد کرے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ افسوس غلام، مردانِ آزاد کے خوبصورت رویّوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

37۔ جنگ بدر سے پہلے مشورے پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ ہمیں اصحابِ موسیٰ (علیہ السلام) پر قیاس نہ کیجیے گا جو فرعون کی غلامی کے اثرات سے ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے۔ ہم آزاد لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں، آپ ہمیں حکم دیں ہم اپنی سواریاں سمندر میں ڈال دیں گے۔ یہ طرزِ عمل غلاموں کے تصور سے بھی بالاتر ہے۔ چاہے غلام حافظِ قرآن (اور حافظِ حدیث) ہی کیوں نہ ہو۔

سیاست

اس کھیل میں تعینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں، میں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز
فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!

علامہ اقبال

طیب اردگان کے اقدامات سے لگتا ہے کہ وہ اسلامائزیشن کی طرف گامزن ہیں لیکن ان کا ہدف سلطنت عثمانیہ کا احیا نہیں بلکہ خلافت راشدہ کا نظام ہونا چاہیے: ایوب بیگ مرزا

2023ء میں لوزان ٹو معاہدہ ختم ہو جائے گا جس کی وجہ سے ترکی کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد کا ترکی آج کے ترکی سے بہت مختلف اور پاور فل ہوگا: رضاء الحق

طیب اردگان کی جیت اور اسلام دشمن قوتیں کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ترکی کے حالیہ انتخابات میں طیب اردگان کی جیت کو آپ The Rise of political Islam کی جیت کہہ سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ترکی کے صدر طیب اردگان نے جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے کامیابی حاصل کی ہے۔ کیونکہ وہ اس پارٹی کے سربراہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ 2001ء سے پہلے ترکی میں سیکولر یا کمالسٹ (کمال اتاترک کی سوچ والی) پارٹیاں موجود تھیں۔ لیکن پھر وہاں مذہب کی طرف رجحان رکھنے والے لوگوں نے جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی (AKP) قائم کی۔ اس پارٹی کو قائم کرنے والوں میں بڑی شخصیت تو طیب اردگان ہی تھے لیکن اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میں شامل تھے مثلاً فتح اللہ گولن، عبداللہ گل جو اس کے مرکزی راہنماؤں میں شامل تھے۔ طیب اردگان 2003ء سے 2014ء تک وہاں کامیاب ہوتے رہے اور وزیراعظم منتخب ہوتے رہے۔ اس وقت ترکی کے آئین کے مطابق وزیراعظم سب سے طاقتور شخصیت ہوتی تھی۔ یعنی وزیراعظم چیف ایگزیکٹو ہوتا تھا۔ البتہ بعد میں ایک تبدیلی آئی اور چیف ایگزیکٹو صدر بن گیا اور وزیراعظم کا عہدہ ایک ceremonial سا ہو گیا۔ صدر کے انتخاب میں پہلی مرتبہ طیب اردگان ہی کامیاب ہوئے اور اب دوسری مرتبہ وہ بطور صدر کے کامیاب ہوئے ہیں۔ انہوں نے تقریباً 53 فیصد ووٹ حاصل کیے اور باقی تمام جماعتوں نے مل کر 47 فیصد ووٹ حاصل کیے۔ ان کی جیت کو The rise of political Islam in Turkey کہا گیا ہے حالانکہ یہ بات مسلمانوں کی طرف سے یا ترکی کے عوام کی طرف سے نہیں کہی گئی۔ بلکہ یہ بات رینڈ کارپوریشن نے کہی ہے جسے آپ اینٹی مسلم اور اینٹی ترکی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ بات بطور وارننگ دوسروں کو بتائی ہے کہ طیب اردگان کی جیت The rise of political Islam ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے رپورٹ دی ہے اور اس میں انہوں نے اس کو روکنے کی تجاویز بھی دی ہیں۔ مثلاً اس جماعت کو فوکس کیا جائے اور اس کو ماڈریٹ کیا جائے کیونکہ اس جماعت نے جو اقدام کیے ہیں ان سے لگتا ہے کہ ترکی کی رگوں میں

مرتب: محمد رفیق چودھری

اسلام سرایت کر رہا ہے۔ لہٰذا اس چیز کو روکا جائے۔ تیسرا طریقہ انہوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ عدلیہ سے روابط قائم کر کے اس کے ذریعے اس کو کالعدم قرار دیا جائے۔ چوتھی اور آخری تجویز یہ ہے کہ اگر ان کوششوں سے بھی کامیابی نہ ہو اور یہ پارٹی آگے بڑھتی رہے تو پھر فوج کے ذریعے سافٹ انقلاب لایا جائے۔ اگر اس سے بھی کام نہ بن سکے تو پھر خونی انقلاب کے ذریعے اس کا راستہ روکنا چاہیے۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ رینڈ کارپوریشن نے اس کے خلاف پورا ایک روڈ میپ دے دیا ہے؟

رضاء الحق: یہ رپورٹ Rabasa and Larrabee نے ترتیب دی ہے اور یہ 2009ء کی رپورٹ ہے۔ یعنی وہ بہت پہلے سے اس پر کام کر رہے تھے جب اینٹی سیکولر یا اینٹی کمالسٹ پارٹیاں اقتدار میں آ گئی تھیں اور آہستہ آہستہ اسلام کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ انہیں جنرل اسلام سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن جہاں سیاسی اسلام سامنے آتا ہے تو وہاں انہیں خطرہ نظر آنے لگ جاتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اس کا نام The Rise of Political Islam in Turkey رکھا ہے اور یہ 133 صفحے کی رپورٹ ہے جو بڑی comprehensive رپورٹ ہے۔ رینڈ کارپوریشن والوں کو خدشہ سعید نورسی کی تحریک سے تھا اور طیب اردگان اور فتح اللہ گولن جیسے لوگ پہلے اسی تحریک سے وابستہ تھے۔ سعید نورسی نے 1850ء کی دہائی میں یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ جس طرح کلونیل طاقتیں پوری دنیا کے اوپر رول کرتے جا رہے ہیں تو وہ ترکی کو بھی اپنے تسلط میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت ترکی یورپ سے بہت بڑا قرض لے چکا تھا۔ اس وقت سعید نورسی نے ترکی کے عوام کو مشورہ دیا تھا کہ آپ کے اوپر ایک سیکولر نظام نافذ ہونے والا ہے اگر اس سے بچنا چاہتے ہیں تو شہروں کو چھوڑ کر دیہاتوں میں آباد ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ انتخابات میں طیب اردگان کو دیہی علاقوں سے زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ مذہبی ہیں۔ ورنہ لبرل ترکی تو مغربی تہذیب میں رنگا ہوا ہے اور وہاں پر سیکولر اور کمالسٹ سوچ ہی پروان چڑھ رہی ہے۔

سوال: اگر طیب اردگان اور ان کے ساتھی اسلام کے لیے کوئی کام کرتے ہیں تو پھر امریکہ اور مغرب کا اس پر کیا ردعمل ہوگا؟

رضاء الحق: پہلے دیکھنا تو یہ ہے کہ طیب اردگان اور اے کے پی آئندہ کیا لائحہ عمل طے کرتے ہیں۔ کیونکہ 2023ء میں وہ سو سالہ معاہدہ ختم ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ترکی کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ دوسری طرف عالمی طاقتوں کے خیال کے مطابق ترکی کو مڈل ایسٹ کا رول ماڈل بننا چاہیے تھا یعنی سو فیصد سیکولر اور لبرل ملک۔ اگر اس طرح نہیں ہوتا تو ہو سکتا ہے جس طرح انہوں نے عدالت کے ذریعے دوسری پارٹیوں کو کالعدم قرار دیا اسی

طرح اے کے پی کو بھی کالعدم قرار دیں اور کسی دوسری پارٹی کو اس کی جگہ لے آئیں یا پھر سافٹ ’’ملٹری کو‘‘ والا اقدام اٹھائیں۔ جس طرح کہ 2016ء میں وہ کوشش کر چکے ہیں۔ اس میں کافی خون ریزی بھی ہوئی تھی لیکن ان کی وہ کوشش ناکام ہوگئی تھی۔ جس میں تقریباً تمام محکموں کے لوگوں کو یا تو مار دیا گیا یا پھر وہ قید میں ہیں۔ اس کے علاوہ مغرب یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہاں جو پراکسیز ہیں ان کو استعمال کرے۔ مغرب کا سب سے بڑا مقصد اسرائیل کی حفاظت ہے۔ ترکی اگر اسلام کی طرف آتا ہے تو اسے اسرائیل کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ پہلے ہی سفارتی تعلقات ہونے کے باوجود ترکی کے تعلقات اسرائیل سے اتنے اچھے نہیں ہیں۔

سوال: ترکی اسرائیل کی مخالفت تو کرتا ہے لیکن دوسری طرف وہ نیٹو کا ممبر بھی ہے۔ کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ظاہراً یہ تضاد نظر آرہا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ طیب اردگان کس عالمی فضا اور حالات میں اسلام کی طرف پیش رفت کر رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی لیکن وہ کس طرح تباہ و برباد کر دی گئی اور آج تک اس کے خلاف کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ ترکی نہیں چاہتا کہ ایسے جارحانہ انداز سے آگے بڑھے کہ سیکولر قوتوں سے تصادم ہو۔ کیونکہ سیکولرازم اس وقت پوری دنیا کا ایمان بن چکا ہے۔ لہٰذا جو سیاسی اسلام کی طرف بڑھے گا وہ گویا کہ انہیں چیلنج کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ طیب اردگان بڑی احتیاط اور حکمت عملی سے قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ یعنی وہ اسلام کی طرف چار قدم آگے بڑھتے ہیں لیکن جب دنیا کا ری ایکشن سامنے آتا ہے تو وہ پھر ایک قدم پیچھے بھی ہٹتے ہیں۔ تو یہ ان کی ایک سٹریٹیجی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ سیاسی اسلام آجائے۔ لیکن اگر ان کا ہدف سلطنت عثمانیہ کی بحالی ہے تو پھر ہمیں اختلاف ہے۔ ہماری رائے میں وہ اسی طرح آگے بڑھیں لیکن ان کا آخری اصل ہدف بڑا ہونا چاہیے یعنی وہ خلافت راشدہ کے نظام کی طرف بڑھیں۔ جو ایک مثالی اسلامی نظام تھا۔ یعنی ان کی پہلی سیڑھی سلطنت عثمانیہ ہی ہو لیکن آخری خلافت کا نظام ہو۔

رضاء الحق: طیب اردگان نے اپنے پورے دور حکومت میں تقریباً سات (7) اقدامات اسلام کے حوالے سے کیے جو بہت اہم ہیں۔ ایک میگزین (Atlantic) کی رپورٹ کے مطابق 2002ء سے اب تک وہاں 19 ہزار مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار مساجد کی تعمیر نو کی گئی ہے۔ اسی طرح کمال اتاترک کے زمانے سے حجاب پر جو پابندی تھی اُسے نومبر 2015ء میں طیب اردگان نے ختم کر دیا اور تمام اداروں میں حجاب پہننے کی اجازت دے دی گئی۔ پھر انہوں نے ترکی میں امام حاطب کے نام سے مدرسے کھولے ہیں جن میں تقریباً دس لاکھ بچے داخل ہو چکے ہیں۔ اس اقدام پر سیکولر اور ویسٹ بہت کڑھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تعلیمی نظام میں مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے۔ خاص طور پر دو مضامین شامل کیے ہیں ایک قرآن اور دوسرا سیرت نبوی ﷺ۔ اس کے علاوہ وہاں پر یہ پابندی تھی کہ بارہ سال سے کم عمر بچے قرآن پاک نہیں پڑھ سکتے لیکن انہوں نے اس پابندی کو بھی ختم کیا بلکہ Pre-School کے بچوں کو قرآن پڑھانے کے لیے ایک پراجیکٹ کا آغاز کیا۔ اسی طرح انہوں نے شراب کی خرید و فروخت پر بھی روک لگائی ہے۔ اس کے علاوہ وہ

> ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمیں سلطنت عثمانیہ والے اسلام کی بھی حمایت کرنی چاہیے کیونکہ اگر وہ بھی آجائے تو سیکولرازم سے بہت بہتر ہے۔ پھر ہم اس سے اگلے قدم پر جا سکتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کے بھی بہت خلاف ہیں۔ وہ اس کو evil کہتے ہیں۔ انہوں نے سود کے خلاف بھی اقدامات کیے ہیں اور غیر سودی بینکنگ سسٹم رائج کر رہے ہیں۔ Zirat Bank کے نام سے تقریباً سترہ ہزار برانچز کھولی ہیں۔ یعنی وہ اسلامی بینکنگ کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ بہر حال وہ اسلامائزیشن کے حوالے سے بتدریج اقدامات کر رہے ہیں۔

سوال: کیا طیب اردگان کی کارکردگی دوسرے مسلمان راہنماؤں کے لیے رول ماڈل کی حیثیت نہیں رکھتی؟

ایوب بیگ مرزا: اگر تو ان کا آخری ہدف وہ حقیقی اسلامی نظام ہے جو ہمیں خلافت راشدہ میں نظر آتا ہے تو پھر یقیناً وہ تمام اسلامی ممالک کے حکمرانوں کے لیے رول ماڈل ہیں۔ جیسا کہ قیام پاکستان کا مقصد بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ دور ملوکیت میں حقیقی اسلامی نظام پر جو پردے پڑ گئے تھے ہمارا کام یہ ہے کہ ان پردوں کو ہٹا کر حقیقی اسلامی نظام کا روشن چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے۔ اگر تو ان کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی نظام کے چہرے پر سے بدنما پردے ہٹا دیے جائیں اور اسلام کا روشن چہرہ لوگوں کے سامنے لایا جائے تو یہ یقیناً رول ماڈل ہیں۔ لیکن اگر ان کا آخری ہدف سلطنت عثمانیہ کی بحالی ہے تو پھر وہ رول ماڈل نہیں ہو سکتے البتہ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمیں سلطنت عثمانیہ والے اسلام کی بھی حمایت کرنی چاہیے کیونکہ اگر وہ بھی آجائے تو سیکولرازم سے تو بہتر ہے۔ پھر ہم اس سے اگلے قدم پر جا سکتے ہیں۔

سوال: ان اقدامات کے باوجود ترکی یورپی یونین کا ممبر بننا چاہتا ہے کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جس طرح آج سے دس بارہ سال پہلے وہ یورپی یونین کا ممبر بننا چاہتا تھا اب اس طرح نہیں چاہتا۔ وہ انہیں بلاوجہ کیوں دشمن بنائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے وہ اصرار ختم کر دیا ہے وہ اب ان کا ممبر بننے کے لیے کوئی insist نہیں کر رہا۔

رضاء الحق: ترکی میں سینٹرل آف پاور ایک سے زیادہ ہیں۔ ایک تو طیب اردگان ہیں جو صدر ہیں۔ لیکن وہاں فوج کا بھی بہت بڑا عمل دخل ہے اور اس کے اسرائیل کے سات بہت اچھے تعلقات ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کی عدلیہ بھی بڑی مضبوط ہے۔ بیوروکریسی بھی مضبوط ہے۔ پھر خارجی معاملات بھی دیکھنے پڑتے ہیں۔ وہ وقت آئے گا کہ جب وہ یورپی یونین میں بھی نہیں جائے گا اور نیٹو کا ممبر بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اس وقت ایسے اعلانات کرنا خلاف مصلحت ہوگا۔

سوال: ترکی کا یورپی ممالک کے ساتھ لوزان ٹو معاہدہ ہے جو 2023ء میں ختم ہوگا۔ یہ معاہدہ کیا ہے اور اس کے خاتمے پر ترکی جیو پولیٹیکل صورت حال پر کتنا اثر انداز ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: جب سلطنت عثمانیہ کو شکست ہوئی اور وہ سمٹ کر ترکی تک محدود ہوگئی تو اس وقت یہ معاہدہ ہوا۔ یعنی یہ معاہدہ فاتح اور مفتوح کے درمیان تھا۔ ایسے معاہدات میں ہمیشہ فاتح کا پلہ بھاری ہوتا ہے اور اس کی شرائط مانی جاتی ہیں۔ برطانیہ، اٹلی، روس اور فرانس فاتح ممالک تھے اور ترکی مفتوح تھا۔ لوزان سوئزرلینڈ کا ایک مقام ہے جہاں یہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس معاہدہ کو لوزان تو اس لیے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر پہلے اس معاہدے کے ابتدائی معاملات طے ہوئے تھے۔ لیکن دوسری مرتبہ یہ فائنل ہوا۔ اس معاہدے کے مطابق ترکی پر بہت سی پابندیاں لگائی گئیں۔ مثال کے طور پر وہ اپنی زمین سے پٹرول نہیں نکال سکتا۔ اسی طرح وہ بحیرہ اسود اور بحیرہ روم

کی تجارتی گزرگاہوں پر ٹیکس نہیں عائد کرسکتا۔ خاص طور پر یہ شق رکھی گئی کہ ترکی سیکولر سٹیٹ ہوگا۔ یہ معاہدہ سو سال تک تھا جس کی مدت 2023ء میں پوری ہو رہی ہے۔

سوال: اب اس کے کیا impacts ہوں گے؟

رضاء الحق: اس معاہدے کا مقصد اصل میں اسلام کے سیاسی نظام کو مکمل طور پر ختم کرنا تھا۔ لہٰذا خلافت کو ختم کر دیا گیا اور خلیفہ کو ملک بدر کر کے اردن بھیج دیا گیا۔ اس کے سارے اثاثہ جات قبضے میں لے لیے گئے اور ترکی کو سیکولر سٹیٹ بنا دیا گیا۔ بحیرہ اسود اور بحیرہ روم کے درمیان ایک Bosphorus Strait ہے جو بڑی مشہور گزرگاہ ہے جس سے تجارتی سامان یورپ میں جاتا ہے اور یورپ کا مال ایشیاء اور افریقہ میں جاتا ہے۔ اصولاً جس ملک سے تجارتی گزرگاہ گزرتی ہے وہ ملک تجارتی جہازوں پر ٹیکس لگا سکتا ہے۔ جس طرح نہر سویز مصر سے گزرتی ہے تو مصر وہاں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ لیکن لوزان ٹو معاہدے کے تحت ترکی پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ اپنے ایریا سے گزرنے والے تجارتی مال پر ٹیکس نہیں لگا سکتا اس پانی کو انٹرنیشنل واٹر قرار دے دیا گیا۔ اب جب یہ معاہدہ ختم ہوگا تو ترکی میں کافی تبدیلیاں آنے کے امکانات ہیں۔ صدر اردگان پہلے ہی اپنے میٹرز کی کانفرنسز میں اس کا ذکر کر چکے ہیں کہ یہ معاہدہ ہم پر ظلم کے ساتھ impose کیا گیا تھا کیونکہ جن چیزوں پر ہمارا حق تھا وہ ہمیں نہیں ملیں۔

سوال: سو سالہ معاہدہ ختم ہونے کے بعد ترکی کا لائحہ عمل کیا ہو سکتا ہے اور مغرب خصوصاً امریکہ کیا اقدامات کر سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر طیب اردگان ہی اقتدار میں رہتے ہیں یا ان کی سوچ کا کوئی آدمی ہی برسر اقتدار آتا ہے تو اس معاہدے کا خاتمہ عالمی سطح پر دھماکہ خیز معاملہ ہوگا۔ کیونکہ امریکہ کوئی ایسا قدم برداشت نہیں کرے گا جس سے ترکی کو یا مسلمانوں کو فائدہ ہو یا اس کی عالمی بادشاہت کو نقصان پہنچے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد امریکہ کسی فیصلہ کن اقدام کی طرف بڑھے گا اور اس حوالے سے کسی عالمی ردعمل کی پروا نہیں کرے گا۔ کیونکہ اگر اس کے بعد ترکی باسفورس سٹریٹ پر ٹیکس لگاتا ہے اور اپنا پٹرول بھی نکالتا ہے تو پھر ترکی اکنامک پاور بن جائے گا اور یہ امریکہ کو منظور نہیں ہے۔ پھر منظر یہ ہوگا کہ ایک طرف پاکستان ایٹمی قوت کا حامل مسلمان ملک ہوگا اور دوسری طرف ترکی ایک معاشی قوت بنے گا۔ اس سے امریکہ کے سامنے یہ بات آسکتی ہے کہ اگر یہ دونوں ایک ہو جائیں اور ان کے ساتھ کچھ اور اسلامی ممالک بھی آگے بڑھیں تو پھر امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام کو ایک بہت بڑا دھچکا لگ سکتا ہے۔ لہٰذا اس معاہدے کے خاتمے پر عالمی سطح پر دنیا تقسیم بھی ہو سکتی ہے اور بہت بڑی تبدیلی دنیا میں آئے گی اور وہ تبدیلی کیا رخ اختیار کرتی ہے یا اس کے نتائج کیا ہوتے ہیں ان کے بارے کہنا ابھی قبل از وقت ہے۔

سوال: دورِ حاضر میں مسلم امہ میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لیے ترکی کیا رول ادا کر سکتا ہے؟

رضاء الحق: ترکی کو مسلم امہ کی لیڈرشپ کا رول پلے کرنے سے پہلے اپنے اندرونی حالات بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی وہاں سیاسی اسلام کی طرف پیش رفت کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر نیٹو سے نکلنا اور اسرائیل سے تعلقات ختم کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ پھر جب لوزان ٹو معاہدہ ختم ہوگا تو اس کے ثمرات کو حاصل کرنا اس کے لیے بہت ضروری ہے۔ اگر وہ یہ کریں گے تو پھر ان کی پوزیشن بہت مضبوط ہو جائے گی اور وہ امت مسلمہ کے لیے رول ماڈل بن سکتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: طیب اردگان کے اقدامات سے لگتا ہے کہ وہ اسلامائزیشن کی طرف گامزن ہیں لیکن ان کا آخری ہدف خلافت راشدہ کا نظام ہونا چاہیے۔ یا اگر وہ آگے بڑھتے بڑھتے خلافت عثمانیہ کے نظام تک ہی پہنچتے ہیں تو پھر بھی وہ امت مسلمہ کو لیڈ کرنے کی پوزیشن میں آجائیں گے اور پھر دوسرے اسلامی ممالک کی مدد سے وہ حقیقی اسلامی عادلانہ نظام یعنی خلافت راشدہ کے ہدف تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اس معاملے میں اللہ کی مدد بھی آئے گی کیونکہ یہ کام اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اللہ کی مدد ہم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم خود اپنے اندر اور پھر معاشرے میں وہ خواہش، وہ نیت اور وہ اقدام نہ کریں جس سے اس کے دین کا بول بالا ہوگا۔ جیسے اقبال نے کہا تھا کہ ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ طیب اردگان اپنی کوششوں میں کامیاب ہوں اور دیگر مسلم ممالک میں سے بھی کوئی اور ایسا لیڈر پیدا ہو جو اسی طرف پیش رفت کرے تب جا کر طاغوتی قوتوں کو شکست دی جا سکتی ہے۔ آمین!

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی سمن آباد، لاہور، تعلق آرائیں فیملی، کو اپنے بھائی، عمر 29 سال، برسر روزگار......اور اپنی بہن، عمر 21 سال، کے لیے دیندار فیملی سے رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: 0302-4843207

☆ لاہور میں راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم فل کامرس، کے لیے ہم پلہ پابند صوم وصلوٰۃ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4369477

☆ لاہور میں رہائش پذیر انصاری (پنجابی) فیملی کو اپنے حافظ قرآن بیٹے، عمر 26 سال، ڈاکٹر MBBS برسر روزگار، قد "5'.7 کے لیے دینی مزاج کی حامل (عمر 19 تا 23 سال) ماسٹر/گریجوایٹ، خوبصورت، پابند صوم وصلوٰۃ وحجاب، گھریلو امور میں ماہر کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0333-7773426
0309-7038662

دعائے مغفرت
انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ کراچی شمالی کے رفیق، نقیب اسرہ مسعود ملک وفات پا گئے

☆ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے ملتزم رفیق کمال الدین قریشی وفات پا گئے

☆ کراچی شمالی، شادمان کے مبتدی رفیق محمد بابر وفات پا گئے

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے رفیق مظہر حسین وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی چکوال کے مقامی امیر محمد شہزاد بٹ کی والدہ وفات پا گئیں

☆ سمن آباد، لاہور کے رفیق جناب ندیم احمد کے والد وفات پا گئے
برائے تعزیت: 0333-4269112

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق احمد حیات کے چچا وفات پا گئے برائے تعزیت: 0301-8611490

☆ کراچی شمالی، سرجانی ٹاؤن کے مقامی امیر جناب اسرار الحق کی ممانی وفات پا گئیں
برائے تعزیت: 0333-2578822

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تریاق

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

باب الفتن کی احادیث پوری ہوتی چلی جارہی ہیں۔ حوادث ہر صاحب ایمان کے ہاتھ پر انگارے دھرتے چلے جارہے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ مہاجرت پر مجبور کیے گئے، قتل ہونے والے، نذرِ زنداں ہونے والے معتوبین مسلمان ہی ہیں۔ فتنۂ دجال کے ہرلحظہ قریب تر آنے میں اب بھی اگر کسی کو شبہ ہے تو اسے اپنے عقیدے اور ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ وہ فتنہ جس سے ہر نبی نے پناہ مانگی، اپنی امت کو ڈرایا، اب ہمارے سر پر اس کی تلوار لٹک رہی ہے۔ چودہ سو سال سے آخری قعدے میں فتنۂ مسیح الدجال سے تحفظ کی دعا پڑھی جارہی ہے۔ 'آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیام قیامت تک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں۔' (مسلم) اس سے تحفظ قرآن کے ذریعے اور بالخصوص سورۃ الکہف کی نشاندہی صحیح احادیث میں کی گئی ہے۔

سورۃ الکہف کی پہلی آیت خصوصیت سے شکرگزاری ہی اس بات کی لیے ہوئے ہیں کہ (فتنوں کے مقابل) اللہ نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر کتاب (قرآن) نازل فرمائی۔ توحید، رسالت اور قرآن تریاق ہے ان فتنوں کا۔ اس تریاق سے ہماری نسلیں چھپا بچا کر پالی گئی ہیں۔ موجودہ نسل محرومی کی انتہا پر ہے۔ اسلامی تعلیمات قرآن سے محروم، اس کے ترجمے، تفسیر، محبت، ذوق سے محروم۔ اللہ کی پہچان سے محروم۔ ڈھائی سو کے مجمعے سے (طالبات وخواتین اساتذہ) سیدنا عمرؓ بارے سوال کیا کہ کتنے افراد نے خلیفۂ راشد بارے، تین براعظموں پر محیط اسلامی ریاست بارے مطالعہ کر رکھا ہے۔ کم ازکم کوئی ایک کتاب؟ ایک بھی ہاتھ کھڑا نہ ہوا۔ گھپ اندھیرا۔ مکمل سناٹا۔ سکندرِاعظم کو جانتی تھیں۔ افلاطون، ارسطو سے واقف تھیں۔ نصابی کتب میں اشوکا، گیتا پڑھ رکھا تھا۔ چرچل، نپولین بوناپارٹ کی خبر تھی۔ نفسیات پڑھنے والی طالبات فرائڈ (جیسے فراڈ) کی اسیر تھیں۔ (انسانی نفسیات کی تفہیم چوہوں، کتوں، بندروں پر تجربات سے حاصل کی گئی!) نہیں جانتیں تو سیدنا ابوبکرؓ وعمر فاروقؓ سے ناواقف تھیں۔ قصوروار اگر حکومت اور نظام تعلیم ہے تو خاموشی سے بے خدا نصاب حلق سے اتارنے والے اساتذہ اور دونوں ہاتھوں سے اس تعلیم پر پیسہ لٹانے والے والدین بھی ہیں۔ اس عذر پر کہ 'دنیا بھی تو رکھنی پڑتی ہے۔' 'اسلام میں ترکِ دنیا نہیں ہے۔' یہی کہتے کہتے دنیا پرستی کے سفینے پر قیمتی اولادوں کو سوار کروادیا جاتا ہے۔ اہل نظر جس کی غرقابی کے منتظر ہیں! کب ڈوبے گا دنیا پرستی کا سفینہ! مغرب سے مرعوبیت دیکھنی ہو تو اچھے بھلے اسلامی نام اور شناخت کے حامل اداروں، سکولوں کے اشتہاروں میں بھی احساس کمتری کا یہ پیوند لگا دیکھا جا سکتا ہے۔ 'یہاں آکسفورڈ، کیمبرج کا نصاب پڑھایا جاتا ہے'۔ اے لیول، او لیول کا خمار مزید ہے!

آج گھروں میں ایمان، اقدار والے والدین اور بڑے بوڑھے، نوجوانوں کے ہاتھ بہکائے جارہے ہیں۔ ان کی پُرکاری، سخن سازی، انگریزی پر دسترس، نیٹ، سوشل میڈیا پر تھرکتی انگلیاں، تعلیمی برتری (کھوکھلی، بے فیض، بانجھ تعلیم) کے آگے ہتھیار ڈال دیئے جاتے ہیں۔ فرعونی قتل گاہوں میں بھیجے جانے کا مآل اور ہوتا بھی کیا! اللہ نے عقل وخرد کو پیمانے تو عطا کر رکھے ہیں جو آج بھی شاہ کلید کا درجہ رکھتے ہیں۔ 'اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں۔ اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت کو پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔' (الکہف:28)

یہ سورۃ دورِ فتن کا تریاق ہے۔ دجال وائرس کا علاج اسی میں ہے۔ رب کی رضا کی طلب گاری اور دل کو اللہ کی یاد سے معمور رکھنا۔ خواہشات نفس کی اسیری اور اسیروں سے پرہیز! اللہ کی یہ تاکید ملاحظہ ہو! نبی ﷺ کے سامنے ایک طرف گلیمر بھرے شاندار سردار تھے۔ ایران، روم کی سلطنتوں کے عشوے، غمزے، شان شوکت، نازنخرے آج کے امریکہ یورپ کو شرماتے تھے۔ دوسری جانب بے سروسامان صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کی جماعت تھی۔ تنبیہ یہ تھی: 'تم اس متاعِ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے۔ اور نہ ان کے حال پر اپنا دل کڑھاؤ۔ انہیں چھوڑ کر ایمان لانے والوں کی طرف جھکو۔' (الحجر:88)

اللہ نے نبی ﷺ کو نہ مروجہ تعلیم، سائنس، ٹیکنالوجی (جو ہر دور میں موجود تھی) کی طرف متوجہ کیا۔ نہ سرداروں کی شان دکھا کر کچھ ان جیسا بن دکھانے کو کہا۔ (بلاشبہ کچھ مہارتیں حاصل کی گئیں۔ لیکن ایران، روم کی جنگوں میں مادی اسباب کا تقابل کر دیکھیے!) الٹا وارننگ دی۔ 'آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو' یہ لائق توجہ، لائق التفات بھی نہیں! ساری محنت عقیدے کی گہرائی اور پختگی، ایمانی تعلیم پر ہوئی۔ صفہ کے فاقوں سے پیٹ والوں کو پہلے جا کر دنیا کما کر، چار ٹکے بنا کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر باعزت زندگی گزارنے کے فارمولوں کی تلقین نہ کی گئی۔ رزق کا ایک ہی راستہ بتایا گیا جسے اپنا کر صحابہؓ نے سپر پاوروں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا! پاکیزہ ترین رزق تو نیزوں کے سائے تلے رکھا گیا جس سے ہم رضا کارانہ دست بردار ہو گئے۔ کافرانہ اصطلاحوں کی جگالی ہم نے بھی شروع کر دی! دہشت گردی! کبھی پلٹ کر امت نے یک آواز ہو کر اسرائیل، بھارت، برما۔ امریکہ، نیٹو، روس کی افغانستان، شام کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر یہ گالی انہیں نہ لوٹائی! آج کا مسلمان (دیسی گورا) سارے سوال، ساری تہمتیں، دشنام طرازیاں اہل دین، اسلام، قوانین اسلام، نفاذ شریعت کے لیے مخصوص کیے بیٹھا ہے۔ مروجہ نظام پر کوئی انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ ظلم، کرپشن (جس حمام

میں اول تا آخر سبھی یکساں ہیں) دھوکہ بازی، فریب، جھوٹ کی ساری حدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ حرص و ہوس کے بازار گرم ہیں۔ مگر سب عادی ہو چکے ہیں۔ دنیا جمع کرنے کی ہوس نے حیات شل کر رکھی ہیں۔ گھر چھوٹے پڑ رہے ہیں۔ سامان زیادہ ہیں۔ الماریوں کے منہ بند نہیں ہوتے ٹھونس ٹھونس کر بھرے جاتے ہیں۔ فریج کے بعد ڈیپ فریزر۔ اشیائے خورد نوش کے ایک طرف ڈھیر لگے پڑے ہیں دوسری طرف فاقہ کشی ہے! صحابہؓ کی دنیا اتنی قلیل تھی کہ اس میں دل لگنے کی وجہ ہی نہ تھی۔ ہماری دنیا کا پھیلاؤ اور آسائشیں اتنی ہیں کہ کہیں اور جانے کو جی ہی نہ چاہے۔ وہ جو سوال ہے ﴿...... اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَذِیۡرٌ۝﴾ ”کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہ آیا تھا؟ کیا زندگی کی حقیقت تمہیں کسی نے نہ بتائی تھی کہ تم اصل گھر کی فکر/ تیاری کرتے؟ اور پھر ’نذیر‘ کی تفسیر میں پوتا، سفید بال اور گھٹنے کے درد کو نذیر کہا گیا۔! ہم ہر نذیر کو بشیر بنا لینے میں دیر نہیں لگاتے۔ سفید بال رنگ لیتے ہیں۔ گھٹنے بدلوا لیتے ہیں۔ پوتے پر مٹھائیاں بانٹتے ایسے جملے دعائیہ کہتے ہیں۔ ’تم جیو ہزاروں سال۔ ہر سال کے دن ہوں پچاس ہزار! حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ...... قبریں جا دیکھنے تک حُب دنیا، تکاثر، تفاخر کے امراض پیچھا نہیں چھوڑتے۔ دنیا اتنی حسین ہو چکی ہے کہ خواہشات کے سمندر میں تنکا بن کر بہہ جانے کا سماں ہے۔ نگاہ بھر کر ابھی ایک چیز کو دیکھا نہیں ہوتا کہ قطار اندر قطار مزید امڈی چلی آتی ہیں۔ الیکٹرانک، جادو بھری، عقل ماؤف کرنے، نظر چندھیا دینے والی۔ ابلیس کا وعدہ چہار جانب سے یلغار کیے دے رہا ہے۔ ’اب میں زمین میں ان کے لیے دل فریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو‘ (الحجر:41)

سارے حملے آنکھ، کان، دل پر ہیں۔ جن نعمتوں کو اللہ نے بار بار یاد دلایا اور کہا کہ ’تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو‘۔ حقیقت بھی تو یہی ہے۔ جاں بھی گرو غیر ہے بدن بھی گرو غیر...... افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے! اللہ کے حضور قلبِ سلیم ہی تو پیش ہونا ہے۔ نہ مال، نہ اولاد کام آنی ہے۔ دل ہی کا تو شکار کھیلا جا رہا ہے۔ غریب کا کچا گھر بھی بھوک ننگ کے باوجود، موبائل، ٹیلی وژن فحش مناظر کی ہمہ نوع فراہمی سے خالی نہیں۔ دنیا بھر میں ایمان والے میزائلوں کا لقمہ اور زندانوں کی نذر ہوئے باقی نوجوانوں کے دل قتل کرنے کو صوتی، سمعی، بصری میزائل بجلی بھری لہروں پر سوار استعمال ہوئے۔ ضمیر مردہ، دماغ تشکیک زدہ، یقین رخصت ہوا! حیلوں تاویلوں سے ایمان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔ دل بیمار ہو گئے۔ غفلت، پژمردگی، مردہ دلی...... ڈیپریشن اور ٹینشن کے لبادے اوڑھے چھا گئی۔ صحابہؓ کی بھی نیندیں اڑ گئیں تھیں۔ لیکن جان کے لاگو عذاب کے خوف سے بہتے آنسو اور تر داڑھیوں نے انہیں بیدار دل، قلب سلیم، قلب منیب عطا کیے رکھا۔ دل کی زندگی قرآن سے ہے۔ شفا، ہدایت، اور رحمت لیے مردہ دلی اور دجالی فتنوں کا تریاق۔ ساری محنت اللہ کی اس رسی کو مضبوط تھام کر اللہ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جانے پر ہو۔ اسی میں فرد اور ملت کی زندگی ہے! ❀❀❀

تنظیم اسلامی اور ملکی انتخابات

عمومی قومی انتخابات 25 جولائی 2018ء کو ہو رہے ہیں۔ تمام رفقاء تنظیم اسلامی کو آگاہی/ یاد دہانی ہو کہ اس ضمن میں تنظیم کی پالیسی درج ذیل ہے:

ا) تنظیم اسلامی نہ بحیثیت جماعت ملکی انتخابات میں حصہ لے گی، نہ ہی اپنے کسی رفیق/ رفیقہ کو اجازت دے گی کہ وہ کسی انتخاب میں خود بحیثیت امیدوار کھڑا/ کھڑی ہو یا کسی دوسرے امیدوار یا جماعت یا محاذ کے حق میں کنویسنگ کرے۔ اس معاملے میں خلاف ورزی اخراج عن التنظیم پر بھی منتج ہو سکے گی۔

ب) البتہ رفقاء/ رفیقات تنظیم اپنا حق رائے دہی، جو اصلاً قومی امانت ہے، ادا کرنے کے لئے کسی امیدوار کو ووٹ دے سکیں گے/ گی۔ بشرطیکہ وہ امیدوار:

(i) کم از کم ظاہری اعتبار سے فسق و فجور کا مرتکب نہ ہو۔ اور

(ii) کسی ایسی جماعت سے وابستہ نہ ہو جس کے منشور یا اس کی اعلیٰ قیادت کے اعلانیہ نظریات و تصورات میں کوئی بات خلاف شریعت موجود ہو۔ تاہم نظم کے اعتبار سے اس ضمن میں متعلقہ رفیق/ رفیقہ کی ذاتی رائے اور صوابدید ہی حتمی ہو گی۔

ج) اس دفعہ کا اطلاق مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے علاوہ بلدیاتی اداروں پر بھی ہو گا البتہ سماجی تنظیموں اور اداروں، یا پیشہ ورانہ اور محکمانہ یونینوں (Trade Unions) کے ضمن میں خاص حالات میں نرمی برتی جا سکتی ہے۔ تاہم ان کے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے بھی تنظیم کی اجازت ضروری ہو گی۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک اصلاحی خط

جمیل الرحمٰن عباسی

تربیت واصلاح، اہم دینی ذمہ داریوں میں سے ہیں۔صدر اول تا عہد حاضر،اس کا اصل انحصار تو صحبت و ملازمت وملاقات شیخ پر رہا ہے لیکن جہاں جہاں اس میں دشواری ہوئی وہاں دیگر ذرائع بھی اختیار کیے گئے۔ان ذرائع میں ایک اہم ذریعہ ’’آدھی ملاقات‘‘ یعنی خط بھی ہے۔چنانچہ اسلامی روایت اصلاحی خطوط کی ایک روشن تاریخ رکھتی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے دعوتی خطوط ، صحابہ کرامؓ کے انتظامی وتربیتی خطوط سے لے کر حضرات صوفیائے کرام کے اصلاحی خطوط تک پھیلی ہوئی ہے۔ایک روایت میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک اصلاحی خط کا ذکر ملتا ہے،مکمل روایت درج ذیل ہے:

عَنْ يَزِيدِ بْنِ الْأَصَمِّ قال :أَنَّ رَجُلًا كَانَ ذَا بَأْسٍ وَكَانَ يُوفَدُ عَلَى عُمَرَ لِبَأْسِهِ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَنَّ عُمَرَ فَقَدَهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ: تَتَابَعَ فِي هَذَا الشَّرَابِ، فَدَعَا كَاتِبَهُ فَقَالَ اكْتُبْ:مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى فُلَانٍ، سَلَامٌ عَلَيْكَ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (غَافِرِ الذَّنْبِ، وَقَابِلِ التَّوْبِ، شَدِيدِ الْعِقَابِ، ذِي الطَّوْلِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ)ثُمَّ دَعَا وَأَمَّنَ مَنْ عِنْدَهُ، وَدَعَوْا لَهُ أَنْ يُقْبِلَ اللَّهُ بِقَلْبِهِ، وَأَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَتَتِ الصَّحِيفَةُ الرَّجُلَ جَعَلَ يَقْرَأُهَا وَيَقُولُ: (غَافِرِ الذَّنْبِ)، قَدْ وَعَدَنِي اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، وَ (قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ)قَدْ حَذَّرَنِي اللَّهُ عِقَابَهُ، (ذِي الطَّوْلِ)وَالطَّوْلُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ، (لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ)،فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهَا عَلَى نَفْسِهِ، ثُمَّ بَكَى، ثُمَّ نَزَعَ فَأَحْسَنَ النَّزْعَ، فَلَمَّا بَلَغَ عُمَرَ أَمْرُهُ قَالَ : هَكَذَا فَاصْنَعُوا، إِذَا رَأَيْتُمْ أَخًا لَكُمْ زَلَّ زَلَّةً فَسَدِّدُوهُ، وَوَفِّقُوهُ، وَادْعُوا اللَّهَ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِ، وَلَا تَكُونُوا عَوْنًا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ

(حلية الاولياء و طبقات الاصطفياء ،تفسير ابن كثير، اوائل تفسير سورة غافر)

’’یزید بن اصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل شام میں سے ایک بہادر اور بارعب آدمی ، اپنی شان وشوکت کے سبب مختلف وفود میں شامل ہوکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ایک بار وہ کافی عرصہ غیر حاضر رہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں پوچھا ۔ بتایا گیا کہ وہ شراب کے نشے میں دھت رہنے لگا ہے۔پس آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اور خط لکھوایا:عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں کے نام،سلام ہو تجھ پر،میں تیرے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ، توبہ کا قبول کرنے والا اور بڑی طاقت والا ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے (بلند آواز سے) دعا کی اور ان کے پاس موجود لوگوں نے اس پر آمین کہی اور آپؓ نے دعا کی کہ اللہ اس کے دل کو پھیر دے اور اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دے۔

پس جب خط اس بندے کو ملا اور جب اس نے پڑھا: (غَافِرِ الذَّنْبِ) تو کہنے لگا ’’اللہ تو مجھے مغفرت کا وعدہ دے رہا ہے‘‘ اور جب اس نے پڑھا کہ (قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ) تو کہنے لگا کہ اللہ مجھے اپنے عذاب اور پکڑ سے ڈرا رہا ہے اور جب اس نے ،(ذِي الطَّوْلِ) پڑھا تو کہنے لگا یہ تو خیر کثیر ہے پھر جب اس نے (لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ) پڑھا تو اسے خود پر منطبق کرتے ہوئے بار بار دہرانے لگا اور وہ رونے لگا۔بہر حال اس نے شراب ترک کی اور توبہ کی اور توبہ میں راسخ رہا۔یہ تفصیل جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا اسی طرح کیا کرو جب تم اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ وہ کسی برائی میں جا پڑا ہے تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو اور اسے نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ اسے توبہ کی توفیق دے اور (غلط انداز سے یا لعنت ملامت سے)اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ تربیت واصلاح امراء کی ذمہ داریوں میں شامل اور اسوہ فاروقی ہے۔ مصلح کو اپنے متعلقین ،احباب یا زیر تربیت افراد کی غیر حاضری کو محسوس کر کے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہیں اور اُسے ہر لحاظ سے متعلقین کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے یہاں تک کہ ان کی اصلاح طلبی کے بغیر بھی کی جاسکتی ہے۔سیدنا عمرؓ کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔اس روایت سے اصلاحی خطوط تحریر کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے جیسا کہ صلحائے امت اور صوفیائے کرام کا طرز عمل اور ان کے اصلاحی خطوط مشہور ہیں۔

☆سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مخاطب کو کنائے میں نصیحت کی۔یہ انداز سب سے عمدہ ہے اور اکثر نبی اکرم ﷺ یہی طریقہ اختیار فرمایا کرتے تھے البتہ صراحتاً فہمائش کرنے کا جواز بھی سیرت سے ثابت ہے۔سیدنا عمرؓ نے کنائے کا طریقہ اس لیے اختیار کیا کہ وہ آدمی صاحب عقل تھا جیسا کہ سیاق روایت سے اندازہ ہوتا ہے پس کنائے سے نصیحت کرنا افضل ہے البتہ اگر مخاطب کے بارے میں تجربے یا گمانِ غالب سے معلوم ہو کہ وہ کنائے کو نہیں سمجھ سکے گا یا صراحت کے بغیر اصلاح کی امید نہ ہو تو صراحتاً بھی نصیحت کی جاسکتی ہے۔تذکیر ونصیحت میں ترغیب وترہیب دونوں کا ذکر کرنا چاہیے۔

☆اصلاحی عمل میں غلط طرز عمل ،لعنت ملامت، تذلیل و تمسخر، بددعا اور اللہ کی رحمت سے مایوس کرنے وغیرہ سے مخاطب میں اصلاح کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ ضد اور ہٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ گویا اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد ہے جیسا کہ ایک روایت مرفوع میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

☆سمجھنا چاہیے کہ لوگوں کی ہدایت داعی و مربی کے نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔لہٰذا مبلغین اور مربی حضرات کو مامورین اور مدعو و متربی اشخاص کے لیے دعا گو رہنا چاہیے خاص کر ان کے پس پشت کہ اس کا اجر اور قبولیت کی امید زیادہ ہے اور دعا کرنے والے کو فرشتوں کی دعائیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

☆کسی کے خط یا نصیحت یا آیات قرآنی یا احادیث مبارکہ کو بغور پڑھنا چاہیے،اہم مقامات کو بار بار دہرانا چاہیے اور مضامین کو خود پر منطبق کرنا چاہیے اور مضامین والفاظ کا تاثر لینا چاہیے۔

الیکشن 2018ء: تبدیلی آئے گی؟

رفیق چودھری

ہر دفعہ عام انتخابات سے قبل یہی اُمیدیں لگائی اور بندھائی جاتی ہیں کہ اس الیکشن کے ذریعے ایک بڑی تبدیلی آنے والی ہے لیکن الیکشن 2018ء کے حوالے سے یہ غلغلہ کچھ زیادہ ہی سنائی دے رہا ہے۔ شاید اس لیے کہ اس دفعہ ایک تیسری قوت بھی بھرپور ''اہتمام'' کے ساتھ میدان میں ہے اور اس کا نعرہ ہی تبدیلی ہے۔ لیکن کیا الیکشن 2018ء کے ذریعے ایسی کوئی تبدیلی آ جائے گی جس سے واقعی قومی بیڑے کا رُخ تبدیل ہو جائے اور ہم بحرانوں کے بھنور سے نکل کر فلاح کے کنارے لگ جائیں؟

تبدیلی بنیادی طور پر عوام کے ذریعے ہی آ سکتی ہے اور عوام کا حال یہ ہے کہ اس کی اکثریت چڑھتے سورج کی پوجا کرتی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کس پارٹی کا منشور کیا ہے؟ ایجنڈا کیا ہے؟، اس میں کیسے لوگ ہیں؟ ان کا کردار کیا ہے؟ ان کا ماضی کیسا ہے؟ کیا وہ ملک اور قوم کے ساتھ مخلص ہیں یا محض اقتدار کے لیے بناوٹی چہرے سجائے ہوئے ہیں۔ یہ سب دیکھنے اور پرکھنے کی بجائے عوام کی اکثریت صرف ہوا کا رُخ دیکھتی ہے کہ زیادہ لوگ کس پارٹی میں جا رہے ہیں۔ زیادہ امکان کس پارٹی کا ہے کہ وہ حکومت بنائے گی بس اُسی کو ووٹ دینے ہیں۔ اس سوچ کے پیچھے صرف وقتی مفاد پوشیدہ ہوتا ہے کہ نوکری مل جائے گی، قرضے معاف کروالیں گے، کوئی سڑک، سکیم پاس ہو جائے گی۔ انہی لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی کرپشن، کالے دھن، ناجائز کاروبار کو تحفظ دینے کے لیے اکثریتی پارٹی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو برادری اور مسلک کی بنیاد پر ووٹ دیتے ہیں اور کچھ تو ضمیر فروشی کی تمام حدود پار کرتے ہوئے اپنا ووٹ بیچ دیتے ہیں۔

عوام کی یہی جزوقتی سوچ سیاستدانوں کے اندر کے مفاد پرست اور ابن الوقت مداری کو بیدار کرنے کا باعث بنتی ہے اور یوں انقلاب اور تبدیلی کے نعرے محض نعرے ہی رہ جاتے ہیں۔ سیاسی مداری عوام کی جزوقتی سوچ سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ایک طرف دلکش نعروں، دعوؤں اور وعدوں کا ایسا پُرکشش میلہ سجاتے ہیں کہ عوام اُن کے دام فریب میں آئے بغیر نہیں رہتے اور دوسری طرف ووٹ خریدنے کے لیے تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔ یوں وقتی مفاد کا یہ کھیل تبدیلی کے دن یعنی الیکشن کو منڈی اور سیاست کو تجارت بنا دیتا ہے۔ جو زیادہ بولی لگاتا ہے وہ جیت جاتا ہے اور حکومت میں آنے کے بعد اس کا زیادہ فوکس صرف اس بات پر ہوتا ہے کہ ان پانچ سالوں میں کس طرح زیادہ سے زیادہ ملک اور قوم کو لوٹا جائے۔ کیسے لوٹی ہوئی دولت کو ملک سے باہر لے جایا جائے۔ ملک اور قوم کا مفاد، ملکی ترقی و خوشحالی، ملکی سلامتی اور بقاء کو درپیش چیلنجز، دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ، معاشی ترقی کی دوڑ، تبدیلی اور انقلاب وغیرہ یہ سب باتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔

یہی حال سیاسی پارٹیوں کا ہے۔ الیکشن سے پہلے ہر سیاسی پارٹی اپنا منشور اتنے دلفریب انداز میں پیش کرتی ہے کہ جیسے ملک و قوم کو ترقی و خوشحالی کی اوج ثریا تک پہنچانے کا راز صرف اسی کے پاس ہے۔ اُس کے اعداد وشمار کے جادوگر زبانی جمع خرچ سے ملکی معیشت اور اقتصادی ترقی کے ایسے ہوائی زینے تعمیر کرتے ہیں کہ جیسے اُن کے حکومت میں آتے ہی ملک مہاتیر محمد کے ملائیشیا کو پیچھے چھوڑ جائے گا۔ لیکن حکومت میں آنے کے بعد وہی پارٹی سب سے پہلے معاشی بحران کا رونا روتی ہے۔ اس بحران سے نکلنے کے لیے مزید قرضے لیے جاتے ہیں۔ این جی اوز، بیرونی کمپنیاں اور قوتیں جو سیاسی پارٹیوں کو فنڈز دیتی ہیں، حکومت بننے کے بعد وہی این جی اوز اور بیرونی قوتیں اُن سیاسی پارٹیوں سے اپنی مرضی کی پالیسیاں بنواتی ہیں جس سے ملک میں انتشار، بے یقینی کی فضا اور سیاسی بحران پیدا ہوتا ہے۔ اس بحران سے نکلنے کے لیے سیاستدان بین الاقوامی فرمز اور تھنک ٹینکس کی خدمات حاصل کرتے ہیں جو انہیں ملکی مفاد کے خلاف فیصلے کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ IMF اور ورلڈ بینک کی معاشی پالیساں اور بلیک میلنگ مزید معاشی بحران کا باعث بنتی ہیں اور یوں ملک پہلے سے زیادہ معاشی، سیاسی اور معاشرتی عدم استحکام کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ بھی عوام کی جزوقتی سوچ ہے جس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے سیاسی پارٹیاں الیکشن میں پیسہ پانی کی طرح بہاتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ پیسہ حکومت میں آنے کے بعد لوٹ مار کے ذریعے ہی پورا کیا جاتا ہے لیکن اس کے لیے خزانے کا خوب بھرا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ خزانے کو دوبارہ بھرنے کے لیے بیرونی قرضے لیے جاتے ہیں جن کے بڑھتے ہوئے سود کی ادائیگی کے لیے قیمتوں اور ٹیکسوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ یوں ایک طرف قرضوں کا سود عوام اپنی جیب سے بھرتے ہیں اور دوسری طرف مہنگائی اور بے روزگاری میں اضافے کا عذاب بھی عوام کو ہی جھیلنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں ورلڈ بینک، آئی ایم ایف، این جی اوز اور بیرونی قوتوں کی بلیک میلنگ سے ملک سیاسی، معاشی اور معاشرتی انتشار اور عدم استحکام کا شکار الگ سے ہوتا ہے۔

تبدیلی اس وقت آئے گی جب عوام کی سوچ تبدیل ہوگی۔ عوام جزوقتی مفاد کو دیکھنے کی بجائے اپنی نسلوں کے بہتر مستقبل کے حوالے سے سوچیں گے۔ ظاہر ہے اس کے لیے کچھ قربانیاں دینا ہوں گی۔ یہ ملک بنا بھی قربانیوں کی بناء پر تھا اور اس میں انقلاب بھی قربانیوں سے ہی آئے گا۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر قربان کرتے ہوئے موجودہ فرسودہ نظام کو بدلنا ہوگا۔ کیونکہ جب تک یہ فرسودہ نظام رہے گا اس کے تحت مدتوں تک بھی الیکشنز ہوتے رہیں گے تو پھر بھی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی بلکہ ہر دفعہ بحرانوں میں شدت آئے گی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ نظام انگریزوں نے اپنے خاص مہروں اور ایجنٹوں کے لیے بنایا ہوا تھا۔ وہی مہرے جنہوں نے 1857ء کی

جنگ میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور اس کے بعد بھی انگریزوں کی وفاداری میں اسلام اور مسلمانوں سے غداریاں کر کے جاگیریں ، عہدے اور خطابات وصول کرتے رہے ۔ موجودہ نظام کے تحت وہی نواب زادہ ، ملک زادے ، مخدوم زادے اور پیرزادے ہی منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آئیں گے چاہے جتنی بار بھی الیکشن ہوں یا جو بھی پارٹی حکومت بنائے ۔ ہمارا آئین اور قانون بھی اسی طبقے کو تحفظ دینے کے لیے ہے ۔ لہٰذا تبدیلی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک یہ نظام تبدیل نہیں ہوگا اور نظام اس وقت تک تبدیل نہیں ہوگا جب تک عوام کی سوچ تبدیل نہیں ہوگی اور ہم ایک حقیقی تبدیلی کے لیے اپنے جزوقتی مفادات کو قربان کرنے کے لیے تیار نہیں ہو جائیں گے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی عمارت انتہائی بوسیدہ ہو جائے تو کوئی عارضی مرمت اُس کو مضبوط نہیں کر سکتی بلکہ ایسا کرنے سے وقت اور وسائل کا ضیاع ہی ہوگا ۔ لہٰذا اسے زمین بوس کرنا اور مضبوط بنیادوں پر نئی عمارت کھڑی کرنا ہی اصل حل ہے ۔ پاکستان جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا ، مضبوط اور مستحکم بھی اس کلمہ کے حقیقی اور عملی نفاذ سے ہو گا ۔ اللہ مسلمانانِ پاکستان کو ہمت اور توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنی تمام سعی و جہد اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے وقف کر دیں ۔ یہ عادلانہ نظام ہی نحیف و کمزور پاکستان کو ایک ایسی طاقتور ریاست میں تبدیل کر سکتا ہے کہ جس کے سامنے دین دشمن طاغوتی قوتیں بے بس ہو جائیں ۔ اللہ ہم سب کو ایسی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

❁❁❁

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

داخلے جاری ہیں

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی ۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی ۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3. سیرت النبی ﷺ
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) صرف مرد حضرات

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- انٹرویو کی تاریخ، 23 جولائی (صبح 8:30 بجے)
- کلاسز کا آغاز، 24 جولائی (صبح 8:00 بجے)
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: داخلے کے خواہشمند 23 جولائی تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں ۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا ۔

پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ **قرآن اکیڈمی** 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
email:irts@tanzeem.org
ملک شیر افگن 0300-4201617

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

گھر برائے فروخت

مغل پورہ نزد لاہور کینٹ، میں واقع 5 مرلہ، تین منزلہ مکان، ٹائلڈ ماربل، خوبصورت، ذاتی تعمیر، کھلا گیراج، 7 کمرے، اٹیچڈ باتھ، کشادہ گلی، سیف اینڈ سیکیور

برائے رابطہ: 0333-4567253

Can Turkey renovate its empire by the end of the Treaty of Lausanne in 2023?

Turks have never forgotten the Treaty of Lausanne II, which caused the reduction of the geography of the modern Turkish state, forcing it to give up large territories that belonged to it.

So it was not strange to be tackled by Turkish President Recep Tayyip Erdogan, during regular meetings with Turkish mayors to send historical and political message to the outside before the inside, with the interest of Turkey to get rid of the effects of the Convention and the restoration of its rights, which were usurped by the Allies, and that Turkey considers the texts of the Convention to be unfair to its rights.

The modern Turkish Republic was founded according to the Treaty of Lausanne II in 1923, which concluded with the victorious Allies in the First World War, which included Britain (and the Republic of Ireland), France, Russia, Italy and the United States. The treaty developed a number of unfair and painful conditions to the rights of the Ottoman Empire, some of which included:

- The abolition of the caliphate,
- The exile of caliph and his family outside of Turkey, and the confiscation of all his assets,
- The declaration of Turkey as a secular state,
- The decision to prevent Turkey from any form of oil exploration,
- The decision to consider the Bosphorus Strait, which links the Black Sea via the Marmara Sea to the Mediterranean Sea, as an "international corridor", thus barring Turkey from obtaining fees from ships passing through it.

In 2023 the 100-year period of the treaty ends, and here we understand Erdogan's comments, as Turkey will enter a new era, and will begin oil exploration and drilling a new channel linking between the two seas Black and Marmara as a preparation to start collecting fees from passing ships. Hence, one can understand some aspects of the ongoing dispute now between Turkey and the West.

The "Lausanne II Conference" was held in Switzerland, and after negotiations that lasted three months, it resulted in the signing of the "Treaty of Lausanne II" an international peace agreement on July 24 in 1923 in the "Beau Rivage Plus" hotel in Lausanne, in southern Switzerland. The parties to the Treaty included the victorious powers after the First World War and the Ottoman Empire. As a consequence, the Ottoman Empire was divided, and the Turkish Republic was founded under the presidency of Mustafa Kemal Ataturk. Mustafa Kemal Ataturk took the city of Ankara as his capital, and founded the Republic of modern Turkey, abolished the Islamic caliphate and declared modern Turkey a secular state.

Turks look to the Convention as a founding document of the Turkish Republic and the current Turkish president, Tayyip Erdogan, called for a review of the Treaty of Lausanne II during his speech to mayors meeting at the presidential compound in the capital Ankara.

Erdogan said that "opponents of Turkey" forced it to sign the "Treaty of Sevres" in 1920, and the "Treaty of Lausanne" in 1923, and because of that Turkey had abandoned the islands in the Aegean Sea to Greece. Erdogan further called the Treaty of Sevres, as the first fork in the back of the Ottoman Empire, because it forced Turkey to concede vast areas of land which were under its influence.

The second Treaty of Lausann

e led to the international recognition of the sovereignty of the Republic of Turkey as the successor of the Ottoman Empire. However, with the end of the treaty it is believed that the "circulating of the message" caused political tension between Turkey and some EU countries, after a hundred years after the signing.

The second Lausanne Treaty is on the table of discussion today, as fears began to float on the surface with the expiration of the period, and linking this with coup attempt on Erdogan in mid-2016.

The question are:

1. Will Turkey return after the expiration of the "Treaty of Lausanne II", as a modern Ottoman Empire in the region?
2. Will the geopolitical and economic map of the region change, and will the world be entering into a new phase of renovation of the Ottoman legacy?
3. Will we see more wars before 2023, and who will lead that change?
4. How will the Western powers react to Turkish demands?
5. Most importantly, will the post-2023 Turkey, under the leadership of Tayyip Erdogan, limit itself and be content with the vision to merely recapturing the glory of the Ottoman Empire or would it be courageous enough to emulate the pristine era of Islam, viz., the ideological and practical foundations of the Khilafat-e-Rashida, albeit gradually?

There is no easy answer to any of these questions and only time and Allah's (SWT) Will can determine the future of Turkey post-2023.

Written by: The Nida e Khilafat Team

رفقاء متوجه ہوں

ان شاءاللہ ''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان 370-2/12-2
بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک،
شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

20 تا 22 جولائی 2018ء
(بروز جمعة المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969 / 0300-3820028

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.28

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore